شرح
چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳ ،،
ممالک غیر ۵۰-۷ ،،
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

ایڈیٹر:-
محمد حفیظ بقاپوری

جلد ۶ | ۹ ہجرت ۱۳۳۶ ھش ۸ شوال ۱۳۷۶ ھ - ۹ مئی ۱۹۵۷ء | نمبر ۱۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۶ مئی بمیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ "حضور بفضلہ درد دل قدرے علیل ہیں"۔

ربوہ ۳ مئی - آج حضور نے نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

ربوہ ۱ مئی - سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے علالت طبع کے باوجود نماز عید پڑھائی اور ایک مختصر لیکن نہایت پُر معارف خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور ٹھیک آٹھ بجے مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ نماز عید پڑھانے اور خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی اور بعدہٗ از راہ شفقت تمام احباب کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر ہرگز فوت نہیں ہوئے

جرمن سائنسدانوں کی تازہ تحقیق

سکنڈے نیویا کے ایک اخبار میں شائع شدہ تازہ مضمون

از مکرم سید کمال یوسف صاحب شاہد مبلغ سکنڈے نیویا

سکنڈے نیویا کے ایک اخبار stockholm-Tidiningen (مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۵۷ء) میں ایڈیٹر christer Jder - Lund کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے

"کیا مسیح صلیب پر فوت ہوئے"

جرمن سائنسدانوں کا ایک گروہ آٹھ سال سے مسیح کے کفن کے متعلق تحقیق کر رہا تھا۔ جس کا نتیجہ حال ہی میں پریس کو بتایا گیا ہے۔ مسیح کا دو ہزار سالہ پرانا کفن اٹلی کے شہر جورن (Gurin) میں محفوظ ہے۔ اس پر مسیح کے جسم کے نشانات ثبت ہیں۔

سائنسدانوں نے اپنی تحقیق سے پوپ کو مطلع کیا ہے۔ مگر پوپ اب تک خاموش ہے۔ کیونکہ اس تحقیق کے نتیجہ میں کیتھولک چرچ کی مذہبی تاریخ کا سب سے اہم راز منکشف ہو کر رہ گیا ہے۔ تصویر کشی کے فن کی مدد سے سائنس دانوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس چیز کو لوگ دو ہزار سال سے معجزہ خیال کرتے تھے وہ بالکل طبعی واقعہ ہے اور وضاحت سے ثابت کیا ہے کہ مسیح ہرگز فوت نہیں ہوئے تھے۔

مسیح کے کفن کا مسئلہ ایک ہزار سال تک زیر بحث رہا ہے۔ ۱۲۳۸ء میں ملکہ Endoxe نے یہ کپڑا قسطنطنیہ بھیجا اس سے قبل یہ کپڑا کیتھا کو مبز کے پاس تھا۔ سات سو سال تک یہ قسطنطنیہ میں ہی رہا۔ آخر کار Dela Roche نے حملہ کر کے اس کپڑے کو چھین لیا۔ جب آگ لگی تو یہ کپڑا چاندی کے صندوق میں بند تھا۔ چاندی کے پگھلنے سے خفیف سا دھندلا ہو گیا۔ مگر مسیح کے جسم کے دوہرے نشانات پھر بھی اسی پر باقی رہے۔

اہل فرانس نے اس کپڑے کی نمائش سے خوب دولت کمائی۔ فرانس سے یہ کپڑا جورن (Gurin) منتقل کیا گیا۔ اور ہر ۳۳ سال کے بعد اس کی نمائش ہوتی رہی۔ ۱۸۹۸ء میں اٹلی کے ایک وکیل (Pia) نے اس کپڑے کی تصویر لی۔ جب تصویر کو Develop کرنے کے بعد سرخ کی روشنی میں نیگٹو Negative کو دیکھا تو اس کی حیرانی کی کوئی حد نہ رہی۔ کیونکہ یہ بعینہٖ مسیح کی شبیہ تھی۔ جب منفی Negative کو مثبت (Positive) میں تبدیل کیا گیا۔ تو یہ وہی شخص تھا جس کی شکل ۱۹۰۰ سال سے کسی نے نہیں دیکھی

۱۹۳۱ء میں کپڑے کی دوبارہ نمائش ہوئی۔ تو Guiseppe Enrie فوٹوگرافر نے ایک بہت بڑے پادری کی موجودگی میں ۶۰۰۰ اور ۲۰۰۰ والٹ بجلی کی روشنی کی مدد سے پھر تصویر لی۔ اس فوٹو نے ایک سنسنی خیز حقیقت کا انکشاف کیا۔ اور اس بات کو ثابت کر دیا جو پیا (Pia) نے ظاہر کی تھی۔ فوٹو میں دی ہوئی تصویر بعینہٖ وہی ہے۔ جو دو ہزار سال سے آج تک چرچ آرٹ مسیح کی شبیہ کے متعلق بیان کرتا آتا ہے۔

جب ایک انسان اس تصویر کو دیکھتا ہے جو کتاب 'Das Linnen' مصنفہ Kurt Berna Hans Nuber Verlag Stuttgart تو بہت آسانی سے چرچ کے رد عمل کا مطالعہ کر سکتا ہے پوپ Pius XI نے کہا ہے کہ

"یہ تصویر کسی انسانی ہاتھ نے نہیں بنائی"

سائنس دان کہتے ہیں کہ تاریخ اور کپڑا تائید کرتے ہیں کہ یہ مسیح کا فوٹو ہے کپڑے کے دھاگوں کی ساخت اور تانا بانا بتاتا ہے کہ یہ ویسا ہی کپڑا ہے جو پومپی آئی میں پائے گئے تھے کپڑے کے دوہرے نشانات ظاہر کرتے ہیں کہ کپڑے کا نصف حصہ مسیح کے جسم پر لپیٹا گیا تھا۔ اور باقی نصف سر پر۔ پھر مسیح کے جسم کی گرمی اور دوائی کے عمل نے جسم کے نشانات کو کپڑے میں نقش کر دیا۔ اور مسیح کا تازہ خون کپڑے میں جذب ہو کر نشان بن گیا۔ کانٹوں کا تاج پہننے سے مسیح کی پیشانی اور گدی پر جو نشانات آئے مسیح کا سوجا ہوا دایاں کلہ دائیں پہلو پر بھالے کا گہرا نشان۔ کیل کے زخموں سے نکلے ہوئے خون کے نشان کمر پر صلیب کی رگڑ کے نشان یہ سب چیزیں فوٹو میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ مگر سب سے تعجب انگیز حقیقت یہ ہے کہ منفی فوٹو نے مسیح کی بند آنکھوں کو دو کھلی آنکھوں میں ظاہر کیا ہے۔

تصویر یہ بھی بتاتی ہے کہ کیل ہتھیلی میں نہیں بلکہ کلائی کے مضبوط جوڑوں میں لگائے گئے تھے۔ اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بھالے نے مسیح کے دل کو ہرگز نہیں چھوا۔ بائیبل کہتی ہے۔ کہ مسیح نے جان دے دی۔ مگر سائنسدان مصر ہیں کہ دل نے عمل کرنا بند نہیں کیا تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک گھنٹہ تک مسیح کے بے جان لٹکے رہنے سے خون کو خشک ہو کر ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔ اور اس صورت میں خون ہرگز کپڑے میں نہ آتا۔ مگر کپڑے کا خون کو جذب کرنا بتاتا ہے کہ مسیح صلیب پر سے اتارے جانے کے وقت زندہ تھے۔

نیویارک، لنڈن اور ہیگ کے احمدی مشنوں میں عید الفطر کی تقریب

ہر سال بیرونی ممالک میں قائم شدہ احمدیہ مشنز اپنی اپنی جگہ عید الفطر کی تقریب خاص اہتمام سے مناتے ہیں۔ جس میں غیر ملکی معززین کو دعوت اسلام دی جاتی ہے چنانچہ عرصہ زیر اشاعت میں مندرجہ ذیل تین بیرونی مشنز سے حسب ذیل برقی اطلاعات موصول ہوئی ہیں:-

نیویارک

مبلغ نیویارک مکرم جناب نور الحق صاحب انور بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں:-

نیویارک ۳ مئی۔ یہاں نماز عید محترم چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے پڑھائی۔ آپ نے بصیرت افروز خطبہ میں آپ نے اسلامی عبادات اور رسوم کے فلسفہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور اس ضمن میں احباب جماعت کو دین اسلام کی خاطر اور زیادہ بڑھ چڑھ کر قربانیاں کرنے کی طرف توجہ دلائی اس تقریب میں بوسٹن فلاڈلفیا اور نیوجرسی کے احمدی احباب کے علاوہ بہت سے غیر مسلم حضرات بھی شریک ہوئے۔

لنڈن

لنڈن مشن کی طرف سے آمدہ تار مظہر ہے کہ:- (باقی صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

قادیان میں رمضان شریف اور عید الفطر کے مبارک ایام

تقسیم ملک کے بعد زمانہ درویشی میں یہ دسواں رمضان کا مہینہ تھا جو اپنی برکتوں کے ساتھ آیا اور شوال کے چاند نکلنے پر گذر گیا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر اور اس کا احسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے اس مبارک مہینہ کی برکتوں سے حصہ لینے کی توفیق دی۔ اگرچہ اُجڑی ہوئی بستی میں آج سے دس سال قبل کی سی کیفیت نہ تھی تاہم اس کے ایک حصہ میں اب بھی چھوٹے پیمانہ پر اس کی اصل روحانی کیفیت کا نمونہ دکھائی دیتا رہا۔ جبکہ افق مغرب پر نمودار ہونے والے ہلال رمضان نے ان غیر معمولی برکتوں اور رحمتوں کے دروازے کھل جانے کی خبر دی اور مقدس ایریا میں زندگی کی نئی رَو چل پڑی۔ مسجد اقصیٰ میں شام کی نماز کے بعد ہی قیام اللیل کا فریضہ ادا ہونے لگا۔ مکرم حافظ [illegible] الدین صاحب نے اپنی دلکش آواز کے ساتھ کلام پاک کے ایک وافر حصہ کو آٹھ رکعت نوافل میں سنایا۔ اور یہ طریق انتیسویں روزہ کی شب تک رہا۔ جب کلام مجید کا ایک دور ختم کر کے سوز و گداز سے پُر اجتماعی دعائیں کی گئیں۔

روزانہ طلوع فجر سے اڑھائی تین گھنٹہ قبل ہی مکرم سید محمد شریف صاحب (اور بعض دنوں میں چوہدری سعید احمد صاحب بی۔ اے بھی) رات کے آخری حصہ میں قیام اللیل کی طرف دعوت دیتے ہوئے سارے محلہ میں گھوم جاتے اور مسیح پاک کے منظوم کلام اور درود شریف کے بابرکت کلمات کے ساتھ درویشان کو بیدار کرتے۔ یہ درد بھری آواز کان میں پڑتے ہی درویشان مسجد مبارک کی طرف لپکتے اور خدا کے گھر میں صف بستہ اپنے مولیٰ کے حضور سربسجود ہوتے۔ مکرم حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری نوافل کی نماز میں ترتیل کے ساتھ رقت آمیز آواز سے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔ یوں تو شروع زمانہ درویشی سے اب تک روزانہ مسجد مبارک میں تہجد کی نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ لیکن ان بابرکت ایام میں درویشان خاص اہتمام اور تعداد میں حاضر ہو کر اس مبارک مہینہ کی برکات سے متمتع ہوتے رہے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

درس الحدیث فجر کی نماز ہو چکنے کے بعد مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ہفتہ کے دو تین متبادل دنوں میں بخاری شریف کا درس دیتے اور بقیہ ایام میں تفسیر کبیر اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس دوسرے دوست دیتے تھے۔

مسجد اقصیٰ میں درس القرآن

حسب دستور سابق سارا مہینہ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد دو بجے سے ساڑھے چار بجے تک درس القرآن کا اہتمام رہا۔ چنانچہ پہلے دس پارہ کا درس جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نے پہلے عشرہ میں مکمل کیا۔ اور گیارھویں روزہ سے مکرم مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی مولوی فاضل نے سورت یونس سے شروع کر کے بیسویں روزہ سے سورۃ عنکبوت تک ختم کیا۔ اکیسویں اور بائیسویں روزہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے حسب پروگرام درس دیا۔ ہر روز لاؤڈ سپیکر کا انتظام ہونے کی وجہ سے حاضرین کو دور دور بیٹھے ہی قرآنی حقائق و معارف کے سننے میں آسانی رہی اور مستورات نے بھی استفادہ کیا۔ ۲۳ ویں روزہ سے انتیسویں روزہ تک بقیہ آخری حصہ کا درس مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نے مکمل کیا۔ جزاھم اللّٰہ احسن الجزاء

آخری عشرہ اور اعتکاف

آخری عشرہ کے آغاز سے ہی حسب توفیق جملہ درویشان نے دعاؤں اور عبادات کے لئے غیر معمولی اہتمام کیا۔ اور حسب سنت نبوی امسال ۱۲ افراد کو مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ میں اعتکاف بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ چنانچہ مسجد مبارک میں (۱) حضرت حاجی محمد دین صاحب تہالوی (صحابی درویش) (۲) بابا خدا بخش صاحب آف کلکلوالہ درویش (۳) میر احمد صاحب برزاراز پاکستان) معتکف ہوئے جبکہ مسجد اقصیٰ میں مندرجہ ذیل احباب کو یہ سعادت حاصل ہوئی:-

(۱) جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب (صحابی) درویش قادیان (۲) دفعدار محمد عبداللہ صاحب درویش (۳) ملک نذیر احمد صاحب لیشا درویش (۴) اہلیہ صاحبہ منشی نور محمد صاحب (صحابی) دراز پاکستان (۵) قاضی خورشید [illegible] صاحب زائر از پاکستان (۶) مکرم چوہدری مختار احمد صاحب ایاز۔ (مکرم چوہدری صاحب مشرقی افریقہ سے زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے یکم اپریل کو دارالامان میں وارد ہوئے اور رمضان شریف کے مبارک ایام مقامات مقدسہ میں گذارنے اور دعائیں کرنے کی غرض سے ٹھہرے۔ چنانچہ پورے چالیس روز قیام کے بعد آپ ۸ مئی کو واپس تشریف لے جا رہے ہیں۔ زمانہ درویشی میں آپ پہلے دوست ہیں جنہیں کسی غیر ملک سے آ کر اس قدر مدت کے لئے بالخصوص ان مبارک ایام میں دارالامان میں قیام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ————— خدا تعالیٰ آپ کے اخلاص میں برکت دے۔) (۷) محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی (۸) محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب منشی نور محمد صاحب (۹) اور اہلیہ صاحبہ نذیر احمد صاحب مشاق (درویش قادیان)

درس القرآن کے اختتام پر مسجد اقصیٰ میں اجتماعی دعا

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ روزانہ مسجد اقصیٰ میں ظہر اور عصر کے درمیان درس القرآن کا اہتمام رہا۔ لیکن انتیسویں روزہ اس پروگرام میں تھوڑی سی تبدیلی کر دی گئی یعنی اس روز چار بجے درس شروع ہوا۔ اور ساڑھے چھ بجے تک آخری سپارہ کا درس مکمل ہو گیا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

چونکہ اس موقعہ پر اجتماعی دعا ہوا کرتی ہے اور اکناف عالم میں بسنے والے (باقی صفحہ پر)

خلافت ڈے ——— ۲۷ مئی

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا ارشاد خاص

جملہ پریذیڈنٹ صاحبان و سیکرٹریان تبلیغ و دیگر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہند و مستورات اور مبلغین کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ ہر سال "خلافت ڈے" منانے کے لئے خاص ارشاد فرمایا ہے۔ کیونکہ موجودہ فتنہ منافقین کی وجہ سے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ جماعت کا ہر فرد خلافت حقہ کی اہمیت اور اس کی برکات سے پوری طرح واقف ہو۔ اور منافقین اور مخربین کے غلط پروپیگنڈا اور فتنہ پردازی سے بچ کر خلافت حقہ کے ساتھ حقیقی اور دائمی وابستگی اختیار کر سکے۔

خلافت ڈے منانے کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی ہدایات بھی جاری فرما دی ہیں۔ چنانچہ حضور نے مجلس خدام الاحمدیہ کے سولھویں سالانہ اجتماع میں مورخہ ۲۱ اکتوبر کو بمقام ربوہ جو تقریر فرمائی وہ الفضل مورخہ یکم مئی ۱۹۵۷ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں حضور نے فرمایا ہے کہ:-

" آخر میں خدام کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ خلافت کی برکات یاد رکھیں اور کسی چیز کو یاد رکھنے کے لئے پرانی قوموں کا یہ دستور ہے کہ وہ سال میں اس کے لئے خاص طور پر ایک دن مناتی ہیں مثلاً شیعوں کو دیکھ لو وہ سال میں ایک دفعہ تعزیہ نکالتے ہیں تا قوم کو شہادت حسینؓ کا واقعہ یاد رہے اسی طرح میں بھی خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سال میں ایک دن

خلافت ڈے

کے طور پر منایا کریں اس میں خلافت کے قیام پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کریں اور اپنی پرانی تاریخ کو دہرایا کریں پرانے اخبارات کا ملنا تو مشکل ہے لیکن الفضل نے پچھلے دنوں ساری تاریخ کو از سر نو بیان کر دیا ہے اور یہ بدر میں بھی شائع ہو رہا ہے المصلح میں وہ گالیاں بھی آ گئی ہیں جو پیغامی لوگ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو دیا کرتے تھے اور خلافت کی تائید میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے جو دعوے کئے ہیں وہ بھی نقل کر دیئے گئے ہیں تم اس موقعہ پر اخبارات سے یہ حوالے پڑھ کر سناؤ۔ اگر سال میں ایک دفعہ خلافت ڈے منا لیا جایا کرے تو ہر سال چھوٹی عمر کے بچوں کو پرانے واقعات یاد ہو جایا کریں گے۔ پھر تم یہ جلسے قیامت تک چلاتے جاؤ تا جماعت میں خلافت کا ادب اور اس کی اہمیت قائم رہے۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اتنی وضاحت سے ہدایات فرمائی ہیں کہ مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ جملہ عہدیداران جماعت اور مبلغین خاص اہتمام کے ساتھ خلافت ڈے منانے کا انتظام کریں اور بدر یا الفضل ——— خلافت کے بارہ میں حوالجات سنائے جائیں اور پیغامیوں اور منافقین کی سرگرمیوں کو وضاحت سے بیان کیا جائے تاکہ جماعت کے بچے بھی ان لوگوں کی سرگرمیوں سے واقف ہو جائیں۔

جملہ پریذیڈنٹ صاحبان سے یہ بھی درخواست ہے کہ وہ اس جلسہ کی کارروائی کی رپورٹیں مقامی سیکرٹریان تبلیغ سے حاصل کر کے خود نظارت ہذا کو ارسال فرمائیں جنہیں بدر میں شائع کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ مرزا وسیم احمد
ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خلاصہ خطبہ جمعہ

مختلف ممالک میں اسلام اور احمدیت کی ترقی کے آثار

یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ ہماری غریب جماعت کو خدمتِ اسلام کا عظیم الشان کام کرنیکی توفیق دے رہا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۹ اپریل ۱۹۵۷ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

. . . .

. . . .

میں نے پہلے بھی ایک خطبہ میں کہا تھا کہ تم بعض لوگوں کے مرتد ہو جانے سے گھبراؤ نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے۔

اگر تم سچے مومن ہو

اور تم سے نکلنے والا واقعی مرتد ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تمہیں ایک جماعت دے گا۔ اور میں نے بتایا تھا کہ چند لوگوں کے مرتد ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت کو خاص طور پر ترقی دینی شروع کی ہے۔ چنانچہ فلپائن سے بہت سی بیعتیں آئی ہیں۔ اُس وقت میں نے بتایا تھا کہ ۷۲ بیعتیں آ چکی ہیں۔ اس کے بعد اور بیعتیں آئیں۔ اور پھر نئی فہرستیں آئیں۔ چنانچہ اب ان کی تعداد ۸۷ ہو چکی ہے اسی طرح ڈچ گی آنا سے اطلاع آئی ہے کہ وہاں ایک نئے شہر میں احمدی جماعت قائم ہو گئی ہے۔ اور ان لوگوں میں اسلام اور احمدیت کے متعلق تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق ہے۔ پھر آج کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) سے

ایک انگریز عورت کی بیعت

کا خط آیا۔ جو بہت لائق عورت ہے۔ اور کئی کالجوں میں پڑھاتی رہی ہے۔ وہ لکھتی ہے کہ میں دیر سے اسلام لائی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے اظہار کا مجھے موقعہ نہیں ملا تھا۔ اب میں نے لوگوں کو بتا دیا ہے کہ میں مسلمان ہو گئی ہوں۔ اور میں نے اسلام کی تبلیغ بھی شروع کر دی ہے۔ اسی طرح مشرقی آنا سے ایک تعلیم یافتہ عورت کا خط آیا ہے کہ وہ اسلام کی تحقیق کر رہی ہے۔ وہ عورت غالباً ڈاکٹر ہے۔ اسی طرح اور مختلف ممالک سے خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت اور اسلام کی ترقی کی خبریں آ رہی ہیں پچھلے ہفتہ کوئی آٹھ دس بیعتیں امریکہ سے بھی آئی ہیں۔ اور لکھا ہے کہ ایک نئی جگہ سے بھی بعض بیعتیں آئی ہیں۔ جہاں حال ہی میں جماعت قائم ہوئی ہے لیکن ہم ابھی تک

امریکہ سے خوش نہیں

کیونکہ گو وہاں نئی جماعتیں قائم ہو رہی ہیں لیکن نئے مبلغ نہیں جا رہے۔ وہاں کا رئیس التبلیغ یہ شکوہ کرتا رہتا ہے کہ ہمیں کوئی چندہ نہیں آتا۔ حالانکہ اس سے پہلے اس چندے سے دگنا چندہ آتا تھا۔ جو اب آتا ہے۔ یہ نئے رئیس التبلیغ ۱۹۴۲ء میں گئے ہیں۔ اور جب سے یہ گئے ہیں کچھ ایسی نحوست پڑی ہے کہ وہاں کے مشن کے چندے کم ہو گئے ہیں۔ اور احمدیوں کی تعداد بھی کم ہو گئی ہے جب مفتی صاحب مرحوم امریکہ گئے تھے تو اس وقت سات ہزار سے زیادہ احمدی ہوئے تھے۔ پھر ان کے بعد ماسٹر محمد دین صاحب کے زمانہ کے بعض مخلص احمدی اب بھی شکاگو میں موجود ہیں۔ اب کچھ دنوں سے پھر کچھ حبشی نومسلموں کے خطوط آنے شروع ہوئے ہیں۔ کہ ان کے علاقہ میں احمدیت کی ترقی ہو رہی ہے۔ لیکن

میں نے یہ تجویز کیا ہے

کہ امریکہ اتنا بڑا ملک ہے کہ کوئی انچارج مبلغ ایک جگہ بیٹھ کر تمام مشنوں پر کنٹرول نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس ملک کے سب مشنوں کو الگ الگ کر دیا جائے۔ اور رئیس التبلیغ کا جھگڑا ختم کر دیا جائے۔ رئیس التبلیغ صاحب اپنے علاقہ میں تبلیغ کریں اور بتائیں کہ ان کی تبلیغ کی وجہ سے کتنے نئے احمدی ہوئے ہیں۔ اور کتنا چندہ آیا ہے۔ اس سے پتہ لگ جائے گا۔ کہ ان کا مشن چلنے لگ گیا ہے یا نہیں۔ اس وقت کام دوسرے مبلغ کرتے ہیں۔ اور ان کے مشنوں کی آمد رئیس التبلیغ صاحب پر خرچ ہو جاتی ہے۔ پس میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر مشن اپنے چندے سے اپنا کام چلائے۔ وہ اپنا چندہ اپنے علاقہ سے باہر نہیں بھیجے گا۔ اور براہ راست ہم سے تعلق رکھے گا۔ ہم اس کی نگرانی کریں گے۔ تا ہمیں ہر مشن کے متعلق پتہ لگتا رہے کہ وہ کیا کام کر رہا ہے۔ اور براہ راست مرکز سے تعلق کی وجہ سے مشنوں کو بھی احساس ہو کہ ان کے کام کی نگرانی ہو رہی ہے۔ آخر امریکہ ہندوستان سے تین گنا وسیع ملک ہے اور اتنے بڑے ملک میں ایک جگہ بیٹھ کر سارے ملک پر نگرانی نہیں ہو سکتی۔ اور ان کے لئے سارے ملک پر نگرانی کرنا مشکل ہے۔ اور ہمارے لئے بھی نگرانی کرنا مشکل ہے تو پھر ہم خود کیوں نگرانی نہ کریں۔ کیونکہ مبلغین میں سے ایک کا نام رئیس التبلیغ رکھ کر دوسروں کے اندر رقابت کا جذبہ پیدا کریں۔ وہ اپنی جگہ کا انچارج مشنری رہے۔ ہاں اگر ہمیں موجودہ انچارج مشنری یا کسی دوسرے مشنری کو اس کے علاقہ سے باہر بھیجنا پڑے تو وہ چلا جائے۔ ورنہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ کام کرے۔

بہر حال مختصراً میں نے بتایا ہے کہ بیرونی ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے

احمدیت کی ترقی کے آثار

پیدا ہو رہے ہیں۔ اور اب کیپ ٹاؤن میں بھی ایک عورت نئی احمدی ہوئی ہے۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہاں یہ پہلی عورت احمدی ہوئی ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی وہاں دو بھائی احمدی ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک تو چند سال ہوئے فوت ہو گیا ہے۔ اور دوسرا ابھی زندہ ہے۔ اور مجھے پچھلے سفر یورپ میں لنڈن میں ملا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام یوسف سلیمان تھا۔ اور دوسرے کا نام عمر سلیمان ہے۔ یوسف سلیمان جو پرانے احمدی تھے وہ فوت ہو گئے ہیں۔ عمر سلیمان ابھی زندہ ہیں۔ جب میں انگلستان گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنے پاس سے خرچ دے کر اپنے مرحوم بھائی کی یادگار میں ہماری لنڈن مسجد کی ایک دیوار بنوائی ہے۔ اور اس پر علی حروف میں یہ لکھوا ہوا ہے کہ

یوسف سلیمان کی یاد میں

یہ کتبہ لگایا جاتا ہے۔ یوسف سلیمان بہت مخلص تھے۔ عمر سلیمان اتنے مخلص نہیں تھے۔ لیکن اب وہ زیادہ تعلق رکھنے لگ گئے ہیں۔ اور مخلص احمدی ہیں۔ غرض جب کہ میں نے بتایا ہے یہ دو بھائی کیپ ٹاؤن کے پرانے احمدی تھے۔ ان کے والد احمدی نہیں تھے۔ مگر یہ دونوں انگلستان میں احمدی ہوئے تھے۔ اب ایک انگریز عورت احمدی ہوئی ہے۔ اسے گویا تیسرا احمدی کہنا چاہیئے۔ لیکن چونکہ اب وہاں کوئی اور احمدی نہیں ہے۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ پہلی احمدی عورت ہے۔ یوسف سلیمان صاحب ۱۹۲۶ء میں قادیان میں میرے پاس آئے تھے۔ اور انہوں نے کہا تھا کہ میں کلکتہ سے ہو کر ساؤتھ افریقہ جاؤں گا۔ وہاں ہماری جائیداد ہمارے غیر احمدی رشتہ داروں کے قبضہ میں ہے اس کی میں نگرانی کروں گا اور تبلیغ بھی کرونگا مگر وہ جاتے ہی فوت ہو گئے۔ اور تبلیغ نہ کر سکے یہ

ساؤتھ افریقہ

کے اس خاندان سے تھے۔ جس نے سب سے پہلے وہاں آزادی کی تحریک چلائی تھی۔ عمر سلیمان نے مجھے بتایا تھا کہ جب گاندھی جی ساؤتھ افریقہ گئے۔ اور پہلی دفعہ انہیں سیاسی کام کرنا پڑا۔ تو وہ میرے باپ کے پاس ہی ٹھیرے تھے اور انہی سے مل کر انہوں نے ایک انجمن بنائی تھی۔ اس کے بعد وہ ہندوستان آ گئے۔ اور یہاں آ کر وہ بڑے لیڈر بن گئے۔ بہر حال جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ وہاں اب ایک انگریز عورت احمدی ہوئی ہے۔ اور اس نے لکھا ہے کہ میں نے تبلیغ شروع کر دی ہے۔ خدا کرے کہ اس کے ذریعہ وہاں ایک بڑی جماعت پیدا ہو جائے وہاں

ہندوستانیوں کی تعداد

بہت زیادہ ہے۔ اگر وہ عورت ہندوستانیوں میں تبلیغ کرے تو اسے زیادہ کامیابی ہو سکتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستانیوں کے دلوں میں انگریزوں کی حقارت پائی جاتی ہے۔ اور انگریزوں کے دلوں میں ہندوستانیوں کی حقارت پائی جاتی ہے۔ مگر انگریزوں کا ہندوستانیوں پر ابھی تک رعب قائم ہے اگر کوئی انگریز ہندوستانیوں میں تبلیغ کرے تو وہ فوراً اس کے سننے کو تیار ہو جائیں گے۔ پس اگر وہ عورت ہندوستانیوں میں تبلیغ کرے تو ممکن ہے وہ کامیاب ہو جائے۔

مغربی افریقہ سے ایک اور خوشکن اطلاع

یہ آئی ہے کہ وہاں کے ایک احمدی جو بڑے رئیس ہیں۔ اسمبلی کی ممبری کے لئے کھڑا ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں پہلے بھی وہ اسمبلی کے ممبر تھے۔ مگر اب وہ اسمبلی ٹوٹ گئی ہے۔ نئے انتخاب ہونے والے ہیں۔ اس دفعہ ان کی پارٹی کو ان پر اتنا اعتبار ہے کہ وہ یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ شاید وہ وزیر ہو جائیں۔ دوست ان کے لئے دعا کریں کہ وہ اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہو جائیں۔ یہاں پاکستان میں تو ہمیں خالی ممبریاں بھی مشکل ہیں۔ مگر ان علاقوں میں ہمارے دوست اگرچہ تعداد میں تھوڑے ہیں مگر وہ وزارتوں پر بھی ہاتھ مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر وزارت میں ہمارا کوئی آدمی آ جائے۔ تو وہ بڑا مفید ہو سکتا ہے مثلاً آج ہی شائع ہوا ہے کہ

غانا کی حکومت

نے ساری افریقی حکومتوں کو دعوت دی ہے کہ ہم سب ایک مشترکہ اجلاس کریں

اگر ہمارا کوئی آدمی وزارت میں آ جائے۔ تو دوسرے ممالک سے تعلقات پیدا کرنے کا موقع نکل سکتا ہے۔ اور بالکل ممکن ہے۔ کہ ہمارے تعلقات سوڈان کے وزراء سے بھی ہو جائیں۔ لیبیا کے وزراء سے بھی ہو جائیں حبشہ کے وزراء سے بھی ہو جائیں۔ لائبیریا کے وزراء سے بھی ہو جائیں اور ان سارے علاقوں میں تبلیغ کے نئے رستے کھل جائیں وہ لوگ ہیں تو بہت وسیع الخیال مگر لوگوں سے ڈرتے ہیں۔ مثلاً لیبیا کے بادشاہ نے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنے ملک میں آپ لوگوں کا مبلغ آنے دوں گا۔ لیکن بعد میں لوگوں سے ڈر گیا۔ پس دعا کرو کہ تبلیغ کے جو نئے رستے کھل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں ہمیں کامیابی بخشے اور ان کے علاوہ اور بھی نئے راستے کھولے۔ پھر دوست یہ بھی دعا کریں کہ ہمارا

اردو ترجمۃ القرآن

جلدی کے ساتھ شائع ہو جائے۔ اور پھر تفسیر بھی لکھی جائے۔ قرآن کریم کے تراجم میں سے روسی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے اور اب امریکہ میں اس پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ انگریزی میں بھی ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ ڈچ زبان میں بھی ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ جرمنی میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ سپینش زبان میں بھی ترجمہ ہو رہا ہے۔ یہ پانچ تراجم ہو گئے ہیں۔ ان کے علاوہ پرتگیزی اور اٹالین زبانوں میں بھی تراجم ہو رہے ہیں۔ یہ وہ زبانیں ملا کر سات تراجم ہیں جو ہماری طرف سے یورپین زبانوں میں ہو چکے ہیں یا ہو رہے ہیں۔ پھر ہندی اور گورمکھی زبانوں میں بھی تراجم ہو رہے ہیں۔ اردو ترجمہ مکمل ہو جائے تو یہ دس تراجم ہو جائیں گے۔ انڈونیشین زبان میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ ہو رہا ہے۔ سواحیلی زبان میں بھی ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ لوگنڈا زبان میں بھی ترجمہ ہو رہا ہے۔ اسی طرح اب مشرقی افریقہ سے یہ اطلاع آئی ہے کہ ٹانگانیکا کے علاقہ کی زبان چونکہ وہ دوسرے علاقوں سے مختلف ہے۔ اس لئے وہاں کی زبان میں بھی ترجمہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ سارے تراجم شائع ہو گئے۔ تو

پندرہ بیس تراجم ایسے ہونگے

جو ہماری جماعت کی طرف سے شائع ہونگے ان کے ذریعہ سے جو لوگ مسلمان ہوں گے ان کا ثواب ساری جماعت کو پہنچے گا۔ کیونکہ یہ کام اسی طرح ممکن ہوا ہے کہ ہمارے ایک غریب سے غریب آدمی نے بھی اپنی طاقت سے بہت پونجی لا کے دے دی۔ ہماری جماعت کی حالت اس بڑھیا عورت کی سی ہے۔ جو سوت کی دو انٹیاں لے حضرت یوسف کو خریدنے کے لئے آئی تھی۔ قصہ مشہور ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام بازار میں فروخت ہونے کے لئے آئے۔ تو ایک بڑھیا بھی آئی۔

اور اس نے کہا۔ میں نے بھی بولی دینی ہے کسی نے کہا بی بی بولی دینے کے لئے تیرے پاس روپیہ بھی ہے۔ اس نے کہا۔ روپیہ تو میرے پاس موجود نہیں یہ دو سوت کی انٹیاں ہیں۔ اس نے کہا۔ جب تیرے پاس روپیہ ہی نہیں ہے تو تو بولی دینے کے لئے کیوں آئی ہے۔ اس نے جواب دیا میں نے یہ سمجھا تھا۔ کہ شاید اور کوئی بولی دینے والا نہ ہو۔ اور مجھے ان دو سوت کی انٹیوں کے بدلہ میں ہی یوسف مل جائے۔ تمہاری مثال بھی اس عورت کی سی ہے تم نے بھی اپنی سوت کی انٹیاں پیش کر دی ہیں۔ مگر

یوسف کی خریدار بڑھیا عورت

تو اپنی دو انٹیاں لے کر واپس چلی گئی تھی۔ اسے یوسف نہیں ملا تھا۔ مگر خدا نے تمہاری انٹیوں کو قبول کر لیا ہے۔ اور تم کو یوسف قرآن مل گیا ہے۔ گو تمہارے چندے اور تمہاری قربانیاں یوسف کو خریدنے والی بڑھیا کی طرح ہی تھیں مگر خدا تعالیٰ نے تمہاری انٹیوں کو قبول کر لیا۔ اور قرآن کریم کا یوسف تمہیں مل گیا۔ لیکن اس بڑھیا کی انٹیوں کو قبول نہ کیا گیا۔ اور یوسف بادشاہ کے ایک وزیر کے گھر پہنچ گئے۔ مگر تمہارا یوسف تمہیں ایسا ملا ہے کہ مصر کے ایک شدید مخالف اخبار نے بھی لکھا کہ گذشتہ تیرہ سو سال سے مسلمان بادشاہ بھی موجود تھے۔ اسلامی حکومتیں بھی تھیں۔ مگر ان میں سے کسی کو اسلام پھیلانے کی وہ توفیق نہ ملی جو اس غریب جماعت کو ملی ہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے

ورنہ من آنم کہ من دانم ہم اپنی حقیقت اور اپنی کمزوریوں کو جانتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ ؎

پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

ہم ایک ذلیل مٹی کی طرح ہوتے یا کوڑا کرکٹ کی طرح ہوتے۔ جس کو اٹھا کر باہر پھینک دیا جاتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس مٹی اور کوڑا کرکٹ کو قبول کر لیا۔ اور

اسلام کی خدمت کی ذمہ داری

اس غریب جماعت پر ڈال دی۔ اور پھر اس کو اس کام کی توفیق دی اور اسے کامیاب بھی کر دیا اور پھر بڑے بڑے شدید دشمنوں سے یہ اقرار بھی کرا لیا کہ در حقیقت اسلام کی خدمت کرنے والے یہی لوگ ہیں۔

مجھے

ایک اور بات

بھی یاد آ گئی ہے کہ امریکہ سے وہ کتاب بھی آ گئی ہے۔ جس کا ذکر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اپنی جلسہ سالانہ کی تقریر میں کیا تھا۔ کہ ایک اٹالین عورت نے اسلام کے متعلق ایسی کتاب لکھی ہے کہ کسی مسلمان نے بھی ویسی کتاب نہیں لکھی۔ اب اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں ہوا ہے۔ اور عجیب بات ہے کہ آٹھ دس دن ہوئے یہاں پہنچ گیا ہے۔ ابھی اس کی ایک ہی جلد آئی ہے۔ اگر وہ لائبریریوں میں رکھی جائے۔ تو انگریزی دان لوگ اسے پڑھیں تو ہو سکتا ہے کہ اور کتابیں بھی منگوائی جائیں۔ اور پھر پاکستان میں اس کی اشاعت کی صورت نکل آئے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد

حضور نے فرمایا کہ

نماز کے بعد میں کچھ جنازے پڑھاؤں گا

۱۔ منظور احمد صاحب پٹواری ماڈل ٹاؤن لاہور تپ دق سے ہسپتال میں فوت ہو گئے ہیں۔ اور ہسپتال والوں نے انہیں لاوارث سمجھ کر نہ تو ان کا جنازہ پڑھا اور نہ ان کی قبر بنائی پیدائشی احمدی تھے۔

۲۔ عبد الحفیظ خاں صاحب ابن عبد الغفور خاں صاحب پشاور۔ تپ دق سے ڈاڈر سینی ٹوریم میں بیمار تھے وہیں فوت ہو گئے۔ لکھنے والا لکھتا ہے کہ ہمیں یہ بھی علم نہیں کہ ان کا جنازہ کسی نے پڑھا بھی ہے یا نہیں۔

۳۔ عبد الغفور خاں صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کراچی فوت ہو گئے ہیں دیر سے بیمار تھے۔ رمضان المبارک کی وجہ سے جنازہ میں بہت کم لوگ شریک ہو سکے۔

۴۔ والدہ صاحبہ سلطان محمود صاحب انور کھاریاں ضلع گجرات فوت ہو گئی ہیں بارش کی وجہ سے زیادہ احباب جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔

میں

ان چاروں کا جنازہ

جمعہ کی نماز کے بعد پڑھاؤں گا سب دوست میرے ساتھ نماز جنازہ میں شریک ہوں۔

زکوٰۃ کو ادا کر کے اپنے مالوں کو پاکیزہ کریں اور ثواب حاصل کریں

مدرسہ احمدیہ میں طلباء کی ضرورت

تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں احمدی علماء کی شدت سے کمی محسوس کی جا رہی ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق قادیان میں خالص دینی تعلیم کے لئے مدرسہ احمدیہ کا قیام عمل میں آ چکا ہے اور چند ایک طلباء زیر تعلیم ہیں۔ مگر ہر سال نئے طالب علموں کی ضرورت ہے جو اوپر کی کلاسوں میں ترقی پانے والوں کی جگہ لے سکیں۔ ایسے طلباء کو مولوی فاضل تک تعلیم دی جائے گی۔ اور یہی نونہال اگر خدا نے چاہا تو آئندہ احمدیت کے داعی و مبلغ ثابت ہوں گے۔ پس خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے والدین کو اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اگر آپ کا اپنا بچہ اس قابل ہے تو اسے فوری طور پر قادیان بھجوا دیں۔ اور اپنے بچے کے مستقبل کو دینی ماحول میں روشن بنائیں۔ اور اگر آپ کے زیر اثر کسی دوست کا بچہ ہے تو اسے بھی مناسب طریق پر تحریک کریں چونکہ یہ اعلان حضور کے منشاء کے ماتحت کیا جا رہا ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ احباب جماعت حضور کے منشاء

کے مطابق اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے حصول کیلئے جلد مرکز میں بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اندازہ اخراجات مبلغ ۳۰/- روپے ماہوار ہے تعلیمی قابلیت کم از کم مڈل پاس ہونی ضروری ہے کیونکہ مدرسہ احمدیہ کی کلاس میں مڈل پاس طلباء کو داخل کیا جاتا ہے۔ (ناظر تعلیم و تربیت)

نہایت ضروری اعلان

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد گرامی اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے فیصلہ کے مطابق پندرہ مولوی تیار کرنے کی ایک سکیم نظارت ہذا میں زیر غور ہے۔ اس کلاس میں داخل ہونے والے مستحق طلباء کو انجمن کی طرف سے کتب وغیرہ کی تعلیمی سہولیات کے علاوہ ۲۰/- اور ۲۵/- روپے کے درمیان ماہوار وظیفہ بھی ملے گا اپنے آپ کو بعد تکمیل تعلیم کم از کم دس سال تک صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ہدایات کے ماتحت انجمن کے مقرر کردہ مشاہرہ پر ہندوستان میں فریضہ تبلیغ ادا کرنا ہوگا ہم سمجھتے ہیں کہ خواب کا یہ نادر موقعہ ہے۔ جماعت ہائے ہندوستان کے کم از کم مڈل پاس طلباء خدمت دین کیلئے آگے بڑھیں اور مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ اپنی درخواستیں اپنے مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحبان کی سفارش کے ساتھ معہ نقول سرٹیفکیٹ جلد نظارت ہذا میں بھجوائیں تاکہ جلد انتخاب کر کے کلاس جاری کی جا سکے کوائف:۔ نام۔ ولدیت۔ سکونت معہ پورا پتہ۔ عمر۔ صحت۔ مڈل یا میٹرک کا امتحان کس سال کیا (مصدقہ نقول سند ہمراہ ارسال فرمائیں) والد یا سرپرست کا ذریعہ معاش اور اندازہ ماہوار آمد م م۔ تصدیق امیر یا پریذیڈنٹ (نوٹ) درخواست کنندہ کیلئے اردو زبان کا لکھنا پڑھنا جاننا ضروری ہے (۲) قرآن مجید با سانی پڑھ سکتا ہو (۳) سلسلہ کے لٹریچر سے کافی واقفیت رکھتا ہو (۴) عمر تیرہ سال سے کم اور ۲۰ سال سے زائد نہ ہو (۵) شادی شدہ نہ ہو (درخواست میں ان امور کی بھی وضاحت کی جائے) (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

خدا تعالیٰ نے ہر میدان میں جماعت احمدیہ کو خلافت کی برکات سے نوازا ہے

مجالس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سولہویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اختتامی تقریر

فرمودہ ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

نوٹ: اس تقریر میں بیان فرمودہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت چونکہ جماعتوں میں ماہ مئی میں خلافت ڈے منایا جا رہا ہے اس لئے اس اہمیت کے پیش نظر حضور انور کی یہ تقریر دوسرے مضامین کو رد کرتے ہوئے ایک ہی قسط میں دی جا رہی ہے۔ تا حضور کی یہ بصیرت افروز تقریر ہندوستانی جماعتوں میں بروقت پہنچ کر استفادہ کا موجب بن سکے۔ — (ایڈیٹر)

عہد دہرانے کے بعد حضور نے فرمایا:

آج میں

قرآن کریم کی ایک آیت

کے متعلق کچھ زیادہ تفصیل سے بیان کرنا چاہتا تھا۔ مگر اس وقت میں محسوس کرتا ہوں کہ میں اس تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کل میں نے خطبہ جمعہ بھی پڑھا۔ اور پھر آپ کے اجتماع میں بھی تقریر کی۔ اسی طرح صبح لجنہ اماء اللہ کے اجتماع میں مجھے تقریر کرنی پڑی۔ جس کی وجہ سے مجھے اس وقت کوفت محسوس ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ہم الفاسقون۔
(النور ع ۷)

یعنی ہم تم میں سے مومن اور ایمان بالخلافت رکھنے والوں اور اس کے مطابق عمل کرنے والوں سے وعدہ کرتے ہیں کہ ان کو ہم ضرور اس طرح خلیفہ بنائیں گے جس طرح کہ پہلی قوموں یہود اور نصاریٰ میں ہم نے بنائے ہیں۔ اس آیت سے پتہ لگتا ہے کہ

خلافت ایک عہد ہے

پیشگوئی نہیں۔ اور عہد مشروط ہوتا ہے لیکن پیشگوئی کے لئے ضروری نہیں۔ کہ وہ مشروط ہو۔ پیشگوئی مشروط ہو۔ تو وہ مشروط رہتی ہے۔ اور اگر مشروط نہ ہو۔ لیکن اس میں کسی انعام کا وعدہ ہو۔ تو وہ ضروری پوری ہو جاتی ہے۔ یہاں وعدہ کا لفظ بھی موجود ہے اور اس کے ساتھ شرط بھی مذکور ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ قرآن کریم نے خود اس وعدہ کی تشریح کر دی ہے۔ کہ ہمارا یہ وعدہ کہ ہم تم میں سے مومنوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں کو اسی طرح خلیفہ بنائیں گے جیسے ہم نے ان سے پہلے یہود و نصاریٰ میں خلیفہ بنائے تھے۔ ضروری نہیں کہ پورا ہو۔ ہاں اگر تم بعض باتوں پر عمل کرو گے۔ تو ہمارا یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔

پہلی شرط

اس کی یہ بیان فرماتا ہے کہ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم یعنی خلافت پر ایمان رکھنا ہوگا۔ چونکہ آگے خلافت کا ذکر آتا ہے۔ اس لئے یہاں ایمان کا تعلق اسی سے سمجھا جائے گا۔ وعملوا الصالحات پھر تمہیں

نیک اعمال

بجا لانے ہوں گے۔ اب کسی چیز پر ایمان لانے کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ اسے پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ مثلاً کسی شخص کو اس بات پر ایمان ہو کہ میں بادشاہ بننے والا ہوں۔ یا اسے ایمان ہو کہ میں کسی بڑے عہدہ پر پہنچنے والا ہوں تو وہ اس کے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے۔ اگر ایک طالب علم یہ سمجھے کہ وہ ایم۔ اے کا امتحان پاس کرے تو اس کے لئے موقعہ ہے۔ کہ وہ پی۔ سی۔ ایس پاس کرے۔ یا پراونشل سروس میں ای۔ اے۔ سی بن جائے یا اسسٹنٹ کمشنر بن جائے۔ تو پھر وہ اس کے مطابق محنت بھی کرتا ہے۔ لیکن اگر اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ وہ ان

عہدوں کے حاصل کرنے میں کامیاب

نہیں ہو سکتا۔ تو وہ ان کے لئے کوشش اور محنت بھی نہیں کرتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ وہ لوگ جن کو اس بات پر یقین ہو کہ وہ خلافت کے ذریعہ ہی ترقی کر سکتے ہیں۔ اور پھر وہ اس کی

شان کے مطابق کام بھی کریں

تو ہمارا وعدہ ہے کہ ہم انہیں خلیفہ بنائیں گے۔ لیکن اگر انہیں یقین نہ ہو کہ ان کی ترقی خلافت کے ساتھ وابستہ ہے اور وہ اس کے مطابق عمل بھی نہ کرتے ہوں۔ تو ہمارا ان سے کوئی وعدہ نہیں۔ چنانچہ دیکھ لو۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت ہوئی۔ اور پھر کیسی شاندار ہوئی۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رض خلیفہ ہوئے۔ اس وقت انصار نے چاہا۔ کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو۔ اور ایک خلیفہ مہاجرین میں سے ہو۔ یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر رض حضرت عمر رض اور بعض اور صحابہ رض فوراً اس جگہ تشریف لے گئے جہاں انصار رض جمع تھے اور آپ نے انہیں بتایا کہ دیکھو دو خلیفوں والی بات غلط ہے۔ تفرقہ سے اسلام ترقی نہیں کرے گا۔ خلیفہ بہرحال ایک ہی ہوگا۔ اگر تم تفرقہ کرو گے۔ تو تمہارا شیرازہ بکھر جائے گا تمہاری عزتیں ختم ہو جائیں گی۔ اور عرب تمہیں تکا بوٹی کر ڈالیں گے۔ تم یہ بات مت کرو۔ بعض انصار نے آپ کے مقابل پر دلائل پیش کرنے شروع کئے۔ حضرت عمر رض فرماتے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ حضرت ابوبکر رض کو تو بولنا نہیں آتا۔ میں انصار کے سامنے تقریر کروں گا۔ لیکن جب

حضرت ابوبکر رض نے تقریر کی

تو آپ نے وہ سارے دلائل بیان کر دیئے جو میرے ذہن میں تھے۔ اور پھر اس سے بھی زیادہ دلائل بیان کئے۔ میں نے یہ دیکھ کر اپنے دل میں کہا۔ کہ آج یہ بڈھا مجھ سے بڑھ گیا ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ خود انصار میں سے بعض لوگ کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا۔ حضرت ابوبکر رض جو کچھ فرما رہے ہیں۔ وہ ٹھیک ہے مکہ والوں کے سوا عرب کسی اور کی اطاعت نہیں کریں گے۔ پھر ایک انصاری نے جذبات میں آ کر کہا۔ اے میری قوم! اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں اپنا ایک رسول مبعوث فرمایا۔ اس کے اپنے رشتہ داروں نے اسے شہر سے نکال دیا۔ تو ہم نے اسے اپنے گھروں میں جگہ دی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے طفیل ہمیں عزت دی۔ ہم مدینہ والے گمنام تھے۔ ذلیل تھے مگر اس رسول کی وجہ سے ہم معزز اور مشہور ہو گئے۔ اب تم اس چیز کو جس نے ہمیں معزز بنایا کافی سمجھو۔ اور زیادہ لالچ نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ ہمیں اس کی وجہ سے کوئی نقصان پہنچے۔ اس وقت حضرت ابوبکر رض نے فرمایا کہ دیکھو

خلافت کو قائم کرنا ضروری ہے

باقی تم جس کو چاہو خلیفہ بنا لو۔ مجھے خلیفہ بننے کی کوئی خواہش نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ ابوعبیدہ رض ہیں۔ ان کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے امین الامت کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ تم ان کی بیعت کر لو۔ پھر عمر رض ہیں۔ یہ اسلام کے لئے ایک ننگی تلوار ہیں۔ تم ان کی بیعت کر لو۔ حضرت عمر رض نے فرمایا۔ ابوبکر رض اب باتیں ختم کیجئے۔ ہاتھ بڑھایئے اور ہماری بیعت لیجئے۔ حضرت ابوبکر رض کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ نے جرأت پیدا کر دی۔ اور آپ نے بیعت لے لی۔ یہی واقعہ

حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات کے بعد

میرے ساتھ پیش آیا۔ جب میں نے کہا۔ میں اس قابل نہیں کہ خلیفہ بنوں۔ نہ میری تعلیم ایسی ہے۔ اور نہ تجربہ۔ تو اس وقت بارہ چودہ سو احمدی جو جمع تھے انہوں نے شور مچا دیا۔ کہ ہم آپ کے سوا اور کسی کی بیعت کرنا نہیں چاہتے مجھے اس وقت بیعت کے الفاظ بھی یاد نہیں تھے۔ میں نے کہا مجھے تو بیعت کے الفاظ بھی یاد نہیں۔ میں بیعت کیسے لوں۔ اس پر ایک دوست کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ مجھے بیعت کے الفاظ یاد ہیں میں بیعت کے الفاظ بولتا جاتا ہوں آپ دہراتے جائیں۔ چنانچہ وہ دوست بیعت کے الفاظ بولتے گئے۔ اور میں انہیں دہراتا گیا۔ اور اس طرح میں نے بیعت لی۔ گویا پہلے دن کی بیعت درحقیقت کسی اور کی تھی۔ میں تو صرف

بیعت کے الفاظ

دہراتا جاتا تھا۔ بعد میں میں نے بیعت کے الفاظ یاد کئے۔ غرض اس وقت بھی وہی حال ہوا۔ جو اس وقت ہوا تھا۔ جب حضرت ابوبکر رض خلیفہ منتخب ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ لوگ بیعت کرنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے مولوی محمد علی صاحب ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا۔ دوستو غور کر لو۔ اور میری ایک بات سن لو مجھے معلوم نہ ہوا کہ لوگوں نے انہیں کیا جواب دیا ہے۔ کیونکہ اس وقت بہت شور تھا۔ بعد میں پتہ لگا کہ لوگوں نے انہیں کہا۔ ہم آپ کی بات نہیں سنتے۔ چنانچہ وہ مجلس سے اٹھ کر باہر چلے گئے۔ اس کے بعد لوگ ہجوم کر کے بیعت کے لئے بڑھے اور ایک گھنٹہ کے اندر اندر

جماعت کا شیرازہ قائم ہو گیا

اس وقت جس طرح میرے ذہن میں خلافت کا کوئی خیال نہیں تھا۔ اسی طرح یہ بھی خیال

نہیں تھا کہ خلافت کے ساتھ ساتھ کونسی مشکلات مجھ پر ٹوٹ پڑیں گی۔ بعد میں پتہ لگا کہ پانچ چھ سو روپے ماہوار تو سکول کے اساتذہ کی تنخواہ ہے۔ اور پھر کئی سو کا قرضہ ہے۔ لیکن خزانہ میں صرف ۱۷ روپے ہیں گویا اس مجلس سے نکلنے کے بعد محسوس ہوا کہ ایک بڑی مشکل ہمارے سامنے ہے۔ جماعت کے سارے مالدار تو دوسری پارٹی کے ساتھ چلے گئے ہیں اور جماعت کی کوئی آمدنی نہیں۔ پھر یہ کام کیسے چلیں گے لیکن بعد میں

خدا تعالیٰ کے فضلوں کی جو بارش ہوئی

تو بجائے اس کے کہ ۱۹۱۴ء میں تو میرا یہ خیال تھا کہ خزانہ میں صرف ۱۷ روپے ہیں اور اساتذہ کی تنخواہوں کے علاوہ کئی سو روپیہ کا قرضہ ہے جو دینا ہے۔ لیکن ۱۹۲۳ء میں جماعت کی غربت کی حالت تھی کہ جب میں نے اعلان کیا کہ ہم برلن میں مسجد بنائیں گے۔ اس کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے تو جماعتوں کی عورتوں نے ایک ماہ کے اندر اندر یہ روپیہ اکٹھا کر دیا۔ انہوں نے اپنے زیور اتار کر دے دیئے کہ انہیں بیچ کر روپیہ اکٹھا کر لیا جائے۔ آج میں نے عورتوں کے اجتماع میں اس واقعہ کا ذکر کیا تو میری ایک بیوی نے بتایا کہ مجھے تو اس وقت پورا ہوش نہیں تھا میں ابھی بچی تھی اور مجھے سلسلہ کی ضرورتوں کا احساس نہیں تھا۔ لیکن میری اماں کہا کرتی ہیں کہ جب حضور نے چندہ کی تحریک کی۔ تو میری ساس نے (جو سید ولی اللہ شاہ صاحب کی والدہ تھیں اور میری بھی ساس تھیں) اپنی تمام بیٹیوں اور بہوؤں کو اکٹھا کیا۔ اور کہا۔ تم سب اپنے زیور اسی جگہ رکھ دو۔ پھر انہوں نے ان زیورات کو بیچ کر مسجد برلن کے لئے چندہ دے دیا۔ اس قسم کا جماعت میں ایک ہی واقعہ نہیں بلکہ سینکڑوں گھروں میں ایسا ہوا کہ عورتوں نے اپنی بیٹیوں اور بہوؤں کے زیورات اتروا لئے اور انہیں فروخت کر کے مسجد برلن کے لئے دیدیا۔ غرض ایک ماہ کے اندر اندر ایک لاکھ روپیہ جمع ہو گیا۔ اب دو سال ہوئے میں نے ہالینڈ میں مسجد بنانے کی تحریک کی لیکن اس فنڈ میں صرف ۸۰ ہزار روپے جمع ہوئے ہیں۔ حالانکہ اس وقت جماعت کی عورتوں کی تعداد اس وقت کی عورتوں سے بیسیوں گنا زیادہ ہے۔ اس وقت عورتوں میں اتنا جوش تھا۔ کہ انہوں نے ایک ماہ کے اندر اندر ایک لاکھ روپیہ جمع کر دیا۔ درحقیقت

یہ جماعت کا ایمان ہی تھا

جس کا اللہ تعالیٰ نے نمونہ دکھایا۔ اور اس نے بتایا کہ میں سلسلہ کی مدد دینے والا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ الہاماً فرمایا تھا کہ اگر ساری دنیا بھی تجھ سے منہ موڑ لے تو میں آسمان سے اتار سکتا ہوں تو حقیقت یہ ہے کہ ہم نے خلافت حقہ کی برکات اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی ہیں۔ ہم ایک پیسہ کے بھی مالک نہیں تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جماعت دی جس نے چندے دیئے اور سلسلہ کے کام اب تک چلتے گئے اور چل رہے ہیں اور اب تو جماعت خدا کے فضل سے پہلے سے کئی گنا زیادہ ہے۔

مجھے یاد ہے

ایک دفعہ میں نے دینی ضرورتوں کے لئے خدا تعالیٰ سے کہا کہ اے اللہ تو مجھے ایک لاکھ روپیہ دے دے تو سلسلے کے کاموں کو چلاؤں۔ لیکن اب کل ہی میں حساب کر رہا تھا کہ میں نے خود چھ لاکھ ستر ہزار روپیہ سلسلہ کو بطور چندہ دیا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ میں کتنا بے وقوف تھا کہ خدا تعالیٰ سے سلسلہ کی ضرورتوں کے لئے صرف ایک لاکھ روپیہ مانگا۔ مجھے تو اس سے ایک ارب روپیہ مانگنا چاہیئے تھا۔ مانگنے والا خدا تعالیٰ کا خلیفہ ہو اور جس سے مانگا جائے وہ خود خدا کی ذات ہو تو پھر ایک لاکھ روپیہ مانگنے کے کیا معنے ہیں۔

مجھے تو یہ دعا کرنی چاہیئے تھی

کہ اے خدا تو مجھے ایک ارب روپیہ دے ایک کھرب روپیہ دے یا ایک پدم روپیہ دے۔ میں نے بتایا ہے کہ اگرچہ میں نے خدا تعالیٰ سے صرف ایک لاکھ روپیہ مانگا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اتنا فضل کیا کہ صرف میں نے پچھلے سالوں میں چھ لاکھ ستر ہزار روپیہ سلسلہ کو چندہ کے طور پر دیا ہے۔ بے شک وہ روپیہ سارا نقدی کی صورت میں نہ تھا کچھ زمین بھی تھی جو میں نے سلسلہ کو دی۔ مگر وہ زمین بھی خدا تعالیٰ نے ہی دی تھی۔ میرے پاس تو زمین نہیں تھی۔ ہم تو اپنی ساری زمین قادیان چھوڑ آئے تھے۔ اپنے باغات۔ اور مکانات بھی قادیان چھوڑ آئے تھے۔ قادیان میں میری جائداد کافی تھی۔ مگر اس کے باوجود میں نے سلسلہ کو اتنا روپیہ نہیں دیا تھا۔ جتنا قادیان سے نکلنے کے بعد دیا

۱۹۴۷ء میں ہم قادیان سے آئے ہیں

اور تحریک جدید ۱۹۳۴ء میں شروع ہوئی تھی گویا اس وقت تحریک جدید کو جاری ہوئے بارہ سال کا عرصہ گذر چکا تھا اور اس بارہ سال کے عرصہ میں میرا تحریک جدید کا چندہ قریباً چھ ہزار روپیہ تھا۔ لیکن بعد کے دس سال ملا کر میرا چندہ تحریک جدید دو لاکھ بیس ہزار روپیہ بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی زمین میں نے تحریک جدید کو دی ہے۔ یہ زمین مجھے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے بطور نذرانہ دی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ اتنا بڑا نذرانہ اپنے پاس رکھنا درست نہیں۔ چنانچہ میں نے وہ ساری زمین سلسلہ کو دے دی۔ اس طرح تین لاکھ ستر ہزار روپیہ میں نے صرف تحریک جدید کو ادا کیا۔ اسی طرح خلافت جوبلی کے موقعہ پر

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی تحریک پر

جب جماعت نے مجھے روپیہ پیش کیا تو میر محمد اسحاق صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کے متعلق جو دعائیں کی ہیں ان میں یہ دعا بھی ہے کہ

دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا

پس اس روپیہ کے ذریعہ آپ کی یہ دعا پوری ہوگی۔ اس طرح یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگی کہ:-

"وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا"

اس پر میں نے کہا کہ میں یہ روپیہ تو لے لیتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ میں یہ روپیہ سلسلہ کے کاموں پر ہی صرف کروں گا۔ چنانچہ میں نے وہ روپیہ تو لے لیا لیکن میں نے اسے اپنی ذات پر نہیں بلکہ سلسلہ کے کاموں پر خرچ کیا اور صدر انجمن احمدیہ کو دے دیا۔ اب میں نے

ہیمبرگ کی مسجد کے لئے تحریک

کی ہے کہ جماعت کے دوست اس کے لئے ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپیہ دیں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ انہیں مال دے۔ تو ہمارے سلسلہ میں تو یہ ہونا چاہیئے کہ ہمارا ایک ایک آدمی ایک ایک مسجد بنا دے۔ خود مجھے خیال آتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے کشائش عطا فرمائی تو میں بھی اپنی طرف سے ایک مسجد بنا دوں۔ اور کوئی تعجب نہیں کہ خدا تعالیٰ مجھے اپنی زندگی میں ہی اسباب کی توفیق دے دے اور میں کسی نہ کسی یورپین ملک میں اپنی طرف سے ایک مسجد بنا دوں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے دینے پر منحصر ہے۔ انسان کی اپنی کوشش سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہم لوگ زمیندار ہیں اور ہمارے ملک میں

زمیندارہ کی بہت ناقدری ہے

یعنی یہاں لائلپور اور سرگودھا کے اضلاع کی زمینوں میں بڑی سے بڑی آمدن ایک سو روپیہ فی ایکڑ ہے۔ حالانکہ یورپین ممالک میں فی ایکڑ آمد اس سے کئی گنا زیادہ ہے میں جب یورپ گیا۔ تو میں نے وہاں زمینوں کی آمدنیں پوچھنی شروع کیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ اٹلی میں فی ایکڑ آمد چار سو روپیہ ہے اور ہالینڈ میں فی ایکڑ آمد تین ہزار روپیہ ہے۔ پھر میں نے میاں محمد ممتاز صاحب دولتانہ کا بیان پڑھا۔ وہ جاپان گئے تھے۔ اور وہاں انہوں نے زمین کی آمدنوں کا جائزہ لیا تھا۔ انہوں نے بیان کیا تھا کہ جاپان میں فی ایکڑ آمد چھ ہزار روپیہ ہے۔ اس کے یہ معنے ہوئے کہ اگر میری ایک سو ایکڑ زمین بھی ہو حالانکہ وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ اور اس سے ہالینڈ والی آمد ہو تو تین لاکھ روپیہ سالانہ کی آمد ہو جاتی ہے۔ اور اگر جاپان والی آمد ہو تو بڑی آسانی کے ساتھ ایک نہیں کئی مساجد میں اکیلا تعمیر کرا سکتا ہوں۔

میرا یہ طریق ہے

کہ میں اپنی ذات پر زیادہ روپیہ خرچ نہیں کرتا اور نہ اپنے خاندان پر خرچ کرتا ہوں بلکہ جو کچھ میرے پاس آتا ہے۔ اس میں سے کچھ رقم اپنے معمولی اخراجات کے لئے رکھنے کے بعد سلسلہ کے لئے دے دیتا ہوں۔ خرچ کرنے کو تو لوگ دس دس کروڑ روپیہ بھی کر لیتے ہیں لیکن مجھے جب بھی خدا تعالیٰ نے دیا ہے میں نے وہ خدا تعالیٰ کے رستے میں ہی دے دیا ہے بے شک میرے بیوی بچے مانگتے رہتے ہیں انہیں نہیں دیتا۔ انہیں کہتا ہوں کہ تمہیں وہی گزارہ دوں گا جس سے تمہارے معمولی اخراجات چل سکیں۔

زمانہ کے حالات کیمطابق

میں بعض اوقات انہیں زیادہ بھی دے دیتا ہوں مثلاً اگر وہ ثابت کر دیں کہ اس وقت گھی مہنگا ہو گیا ہے ایندھن کی قیمت چڑھ گئی ہے یا دھوبی وغیرہ کا خرچ بڑھ گیا ہے تو میں اس کے لحاظ سے زیادہ بھی دے دیتا ہوں لیکن اس طرح نہیں کہ ساری کی ساری آمد ان کے حوالے کر دوں کہ جہاں جی چاہیں خرچ کریں غرض میں گھر کے معمولی گزارہ کے لئے اخراجات رکھنے کے بعد جو کچھ بچتا ہے وہ سلسلہ کو دیدیتا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ فضل کرے اور کسی وقت وہ ہمارے ملک والوں کو عقل اور سمجھ دے دے اور ہماری آمدنیں بڑھ جائیں تو سال میں ایک مسجد چھوڑ دو دو مساجد بھی ہم بنوا سکتے ہیں اور یہ سب

خلافت ہی کی برکت ہے

میں جب نیا نیا خلیفہ ہوا۔ تو مجھے الہام ہوا کہ "مبارک ہو قادیان کی غریب جماعت۔ تم پر خلافت کی رحمتیں یا برکتیں نازل ہوتی ہیں"۔ (منصب خلافت صفحہ ۳۶) اس دفعہ میں نے یہ الہام لکھ کر قادیان والوں کو بھجوایا۔ اور ان کی توجہ دلائی کہ تم اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرو اور دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ یہ برکتیں تم پر ہمیشہ نازل کرتا رہے۔ اب خلافت کی برکات سے اس علاقہ والوں کو بھی حصہ ملنا شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس علاقہ میں کسی زمانہ میں صرف چند احمدی تھے۔ مگر اب ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے اور ہمیں امید ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا۔ تو وہ ایک دو سال میں پندرہ بیس ہزار ہو جائیں گے۔

خلیفہ کہ میں نے بتایا ہے۔ ایک دفعہ میں نے خدا تعالیٰ سے ایک لاکھ روپیہ مانگا تھا۔ لیکن اب میں خدا تعالیٰ سے اربوں مانگا کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس وقت ایک لاکھ روپیہ مانگ کر غلطی کی۔ اس وقت یورپین اور دوسرے اہم ممالک کا شمار کیا جائے۔ اور وہاں مقامات کا جائزہ لیا جائے۔ جہاں مسجدوں کی ضرورت ہے۔ تو ان کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب بن جاتی ہے۔ اور اگر ان

ڈیڑھ سو مقامات پر ایک ایک مسجد

بھی بنائی جائے اور ہر ایک مسجد پر ایک ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا جائے تو ان پر ڈیڑھ کروڑ روپیہ خرچ ہو جائے گا۔ اور پھر بھی صرف مشہور ممالک میں ایک ایک مسجد بنے گی۔ پھر ایک ایک لاکھ روپیہ سے ہمارا کیا بنتا ہے۔ ہمارا صرف مبلغوں کا سالانہ خرچ سوا لاکھ روپیہ کے قریب بنتا ہے۔ اور اگر اس خرچ کو بھی شامل کیا جائے جو بیرونی جماعتیں کرتی ہیں تو یہ خرچ ڈیڑھ دو لاکھ روپیہ سالانہ بن جاتا ہے۔ غرض میں نے اس سے صرف ایک لاکھ روپیہ مانگا تھا۔ مگر اس نے مجھے اس سے بہت زیادہ دیا۔ اب ہماری

صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ بجٹ

تیرہ لاکھ روپیہ کا ہے اور اگر تحریک جدید کے سالانہ بجٹ کو بھی ملا لیا جائے۔ تو ہمارا سالانہ بجٹ ۲۲-۲۳ لاکھ روپیہ سالانہ بن جاتا ہے پس اگر خدا تعالیٰ میری اس بے وقوفی کی دعا کو قبول کر لیتا تو ہمارا سارا کام ختم ہو جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے کہا ہم تیری اس دعا کو قبول نہیں کرتے جس میں تو نے ایک لاکھ روپیہ مانگا ہے۔ ہم تجھے اس سے بہت زیادہ دیں گے تا کہ سلسلہ کے کام چل سکیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو دیکھ کر میں نے ایک لاکھ مانگا تھا۔ مگر اس نے ۲۲ لاکھ سالانہ دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں ایک کروڑ مانگتا۔ تو ۲۲ کروڑ سالانہ ملتا۔ ایک ارب مانگتا تو ۲۲ ارب سالانہ ملتا۔ ایک کھرب مانگتا تو ۲۲ کھرب سالانہ ملتا۔ اور ایک پدم مانگتا تو ۲۲ پدم سالانہ ملتا اور اس طرح

ہماری جماعت کی آمد

امریکہ اور انگلینڈ دونوں کی مجموعی آمد سے بھی بڑھ جاتی۔ پس خلافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بہت سی برکات وابستہ کی ہوئی ہیں۔ تم ابھی بچے ہو تم اپنے باپ دادوں سے پوچھو کہ قادیان کی حیثیت جو شروع زمانہ خلافت میں تھی وہ کیا تھی اور پھر قادیان کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر ترقی بخشی تھی۔ جب میں خلیفہ ہوا تو پیغامیوں نے اس خیال سے کہ جماعت کے لوگ خلافت کو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتے یہ تجویز کی کہ کوئی اور خلیفہ بنا لیا جائے

ان دنوں ضلع سیالکوٹ کے ایک دوست میر عابد علی صاحب تھے۔ وہ صوفی منش آدمی تھے۔ لیکن بعد میں پاگل ہو گئے تھے ایک دفعہ انہیں خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو خدا تعالیٰ نے وعدے کئے تھے وہ میرے ساتھ بھی ہیں۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا تھا کہ قادیان میں طاعون نہیں آئے گی۔ اس لئے میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برابر ہوں تو خدا تعالیٰ کا یہی وعدہ میرے ساتھ بھی ہے۔ میرے گاؤں میں بھی طاعون نہیں آئے گی۔ چنانچہ جب طاعون کی وبا پھوٹی۔ تو انہوں نے اپنے اس خیال کے مطابق اپنے مریدوں سے جو تعداد میں پانچ سات سے زیادہ نہیں تھے۔ کہا کہ وہ اپنے گھر چھوڑ کر ان کے پاس آ جائیں۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آ گئے۔ لیکن بعد میں انہیں خود طاعون ہو گئی۔ ان کے مریدوں نے کہا کہ چلو اب جنگل میں چلیں۔ لیکن انہوں نے کہا جنگل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ طاعون مجھ پر اثر نہیں کرے گی۔ آخر جب مریدوں نے دیکھا کہ وہ پاگل ہو گئے ہیں۔ تو وہ انہیں ہسپتال میں لے گئے اور وہ اسی جگہ طاعون سے فوت ہو گئے۔ بہرحال

جب بیعت خلافت ہوئی

تو پیغامیوں نے سمجھا۔ میر عابد علی صاحب چونکہ صوفی منش آدمی ہیں۔ اور عبادت گزار ہیں۔ اس لئے الوصیت کے مطابق چالیس آدمیوں کا ان کی بیعت میں آ جانا کوئی مشکل امر نہیں۔ چنانچہ مولوی صدر دین صاحب اور بعض دوسرے لوگ رات کو ان کے پاس گئے۔ اور کہا آپ اس بات کے لئے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ وہ اس بات پر آمادہ ہو گئے۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب نے دیانتداری سے کام لیا۔ وہ جب اس مجلس سے واپس آ گئے جس میں جماعت نے مجھے خلیفہ منتخب کیا تھا تو ان لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ نے بڑی بیوقوفی کی۔ آپ اگر مجلس میں اعلان کر دیتے کہ میری بیعت کرو۔ تو چونکہ مرزا محمود احمد صاحب یہ کہہ چکے تھے کہ میں خلیفہ بننا نہیں چاہتا۔ لوگوں نے آپ کی بیعت کر لینی تھی۔ اور ان کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی آپ کی بیعت کر لیتے۔ انہوں نے کہا میں یہ کام کیسے کر سکتا تھا۔ میں تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ خلافت کی کوئی ضرورت نہیں۔ بہرحال جب ان لوگوں نے دیکھا کہ

مولوی محمد علی صاحب

خلیفہ بننے کے لئے تیار نہیں۔ تو انہوں نے جیسا کہ میں نے بتایا ہے میر عابد علی صاحب کو بیعت لینے کے لئے آمادہ کیا۔ اور اس کے بعد وہ میری کمین سے کہ ساری رات قادیان میں دو ہزار احمدیوں کے ڈیروں پر پھرتے رہے۔ لیکن انہیں چالیس آدمی بھی سید عابد علی شاہ صاحب کی بیعت کرنے والے نہ ملے اس وقت کے احمدیوں کا ایمان اس قدر پختہ تھا کہ غریب سے غریب احمدی بھی کروڑوں روپیہ پر تھوکنے کے لئے تیار نہیں تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ جماعت میں فتنہ اور تفرقہ پیدا ہو۔ جب انہیں میر عابد علی صاحب کی بیعت کے لئے چالیس آدمی بھی نہ ملے تو وہ مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت حقہ کی وجہ سے

کئی معجزات

دکھائے ہیں۔ تم دیکھو ۱۹۳۴ء میں مجلس احرار نے جماعت پر کس طرح حملہ کیا تھا لیکن وہ اس حملہ میں کس طرح ناکام ہوئے انہوں نے منہ کی کھائی۔ پھر ۱۹۴۷ء آیا۔ اس میں کیسا خطرناک وقت آیا۔ لیکن ہم نہ صرف احمدیوں کو بحفاظت نکال لائے بلکہ انہیں لاریوں میں سوار کر کے پاکستان لے آئے۔ غرض ہر میدان میں خدا تعالیٰ نے جماعت کو خلافت کی برکات سے نوازا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے

کہ جماعت انہیں یاد رکھے۔ مگر بڑی مصیبت یہ ہے کہ لوگ انہیں یاد نہیں رکھتے۔

پچھلے مہینہ میں ہی میں نے ایک رؤیا دیکھا تھا کہ کوئی غیر مرئی وجود مجھے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو وقفہ وقفہ کے بعد جماعت میں فتنہ پیدا ہونے دیتا ہے تو اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ وہ ظاہر کرے کہ جماعت کس طرح آپ کے پیچھے پیچھے چلتی ہے۔ یا جب آپ کسی خاص طرف مڑیں تو کس سرعت کے ساتھ آپ کے ساتھ مڑتی ہے یا جب آپ اپنی منزل مقصود کی طرف جائیں تو وہ کس طرح اسی منزل مقصود کو اختیار کر لیتی ہے۔"

(الفضل ۵ ستمبر ۱۹۵۶ء صفحہ)

اب دیکھو یہ فتنہ بھی

جماعت کے لئے ایک آزمائش تھی

لیکن بعض لوگ یہ دیکھ کر ڈر گئے کہ اس میں حصہ لینے والے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے لڑکے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر غور نہ کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نے بھی آپ کا انکار کیا تھا۔ اور وہ اس انکار کی وجہ سے وہ عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی اولاد کے اس فتنہ میں ملوث ہونے کی وجہ سے ہمیں کس بات کا خوف ہے اگر وہ

فتنہ میں ملوث

ہیں تو خدا تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ گذشتہ روز شروع میں جب فتنہ اٹھا تو چند دنوں تک بعض دوستوں کے گھبراہٹ کے خطوط آئے اور انہوں نے لکھا کہ ایک چھوٹی سی بات کو بڑا بنا دیا گیا ہے۔ اللہ رکھا کی بھلا حیثیت ہی کیا ہے۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد ساری جماعت

اپنے ایمان اور اخلاص کی وجہ

سے ان لوگوں سے نفرت کرنے لگ گئی۔ اور مجھے خطوط آنے شروع ہوئے کہ آپ کے اور بھی بہت سے کارنامے ہیں مگر اس بڑھاپے کی عمر میں اور ضعف کی حالت میں جو یہ کارنامہ آپ نے سرانجام دیا ہے یہ اپنی شان میں دوسرے کارناموں سے بڑھ گیا ہے۔ آپ نے بڑی جرأت اور ہمت کے ساتھ ان لوگوں کو ننگا کر دیا ہے۔ جو بڑے بڑے خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اور سلسلہ کو نقصان پہنچانے کے درپے تھے اس طرح آپ نے جماعت کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچا لیا ہے۔

مری میں مجھے

ایک احمدی کرنیل

ملے انہوں نے کہا کہ جو واقعات ۱۹۵۳ء میں احمدیوں پر گزرے تھے۔ وہ اب پھر ان پر گزرنے والے ہیں۔ اس لئے آپ ابھی سے تیاری کر لیں۔ اور میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ۱۹۵۳ء میں تو پولیس اور ملٹری نے آپ کی حفاظت کی تھی۔ لیکن اب وہ آپ کی حفاظت نہیں کرے گی کیونکہ اس وقت جو واقعات پیش آئے تھے ان کی وجہ سے وہ ڈر گئی ہے جب وہ خاموش ہو گئے تو میں نے کہا۔ کرنل صاحب پچھلی دفعہ میں نے کون سا تیر مارا تھا۔ جو اب ماروں گا۔ پچھلی دفعہ بھی خدا تعالیٰ نے ہی جماعت کی حفاظت کے سامان کئے تھے اور اب بھی وہی اس کی حفاظت کرے گا جب

میرا خدا زندہ ہے

تو مجھے فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میری اس بات کا کرنل صاحب پر گہرا اثر ہوا۔ چنانچہ جب میں ان کے پاس سے اٹھا اور دہلیز سے باہر جانے لگا تو وہ کہنے لگا فیتھ از بلائنڈ (Faith is Blind) یعنی یقین اور ایمان اندھا ہوتا ہے وہ خطرات کی پرواہ نہیں کرتا۔ جب کسی شخص میں ایمان پایا جاتا ہو تو اسے آنے والے مصائب کا کوئی فکر نہیں ہوتا۔ جب

منافقین کا فتنہ اٹھا

تو اسی کرنل صاحب نے ایک احمدی افسر کو جو ان کے قریب ہی رہتے تھے بلایا اور کہا کہ

میری طرف سے مرزا صاحب کو کہہ دینا کہ آپ نے یہ کیا کیا ہے۔ اللہ رکھا کی بھلا حیثیت ہی کیا تھی۔ اس مضمون سے اُسے بلاضرورت شہرت مل جائے گی میں نے اس احمدی دوست کو خط لکھا کہ میری طرف سے کرنل صاحب کو کہہ دینا کہ آپ نے خود ہی کہا تھا کہ جو عمت اپر ۱۹۵۳ء والے واقعات دوبارہ آنے والے ہیں۔ آپ ابھی سے تیاری کریں۔ اب جبکہ میں نے اس بارہ میں کارروائی کی ہے۔ تو آپ نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ آپ خواہ مخواہ فتنہ کو ہوا دے رہے ہیں جب میں دوبارہ مری گیا تو میں نے اس احمدی دوست سے پوچھا کہ کیا میرا خط آپ کو مل گیا تھا۔ اور آپ نے کرنل صاحب کو میرا پیغام پہنچا دیا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں میں نے پیغام دیدیا تھا۔ اور انہوں نے بتایا تھا کہ

اب میری تسلی ہوگئی ہے

شروع میں میں بھی سمجھتا تھا کہ یہ معمولی بات ہے لیکن اب جبکہ پیغامی اور غیر احمدی دونوں فتنہ پردازوں کے ساتھ مل گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ عقلمندی اور کوئی نہیں تھی کہ آپ نے وقت پر اس فتنہ کو بھانپ لیا اور شرارت کو بے نقاب کر دیا غرض خدا تعالیٰ ہر فتنہ اور مصیبت کے وقت جماعت کی خود حفاظت فرماتا ہے۔ چنانچہ فتنہ تو اب کھڑا کیا گیا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ۱۹۵۰ء میں ہی کوئٹہ کے مقام پر مجھے بتا دیا تھا کہ بعض ایسے لوگوں کی طرف سے فتنہ اٹھایا جانے والا ہے۔ جن کی رشتہ داری میری بیویوں کی طرف سے ہے چنانچہ دیکھ لو عبد الوہاب میری ایک بیوی کی طرف سے رشتہ دار ہے۔ میری اس سے جدی رشتہ داری نہیں۔

پھر

میری ایک خواب

جنوری ۱۹۵۶ء میں الفضل میں شائع ہو چکی ہے اس میں بتایا گیا تھا کہ میں کسی پہاڑ پر ہوں۔ کہ خلافت کے خلاف جماعت میں ایک فتنہ پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ جیسا موجودہ فتنہ ظاہر ہوا۔ اس وقت میں مری میں ہی تھا۔

پھر اس خواب میں میں نے سیالکوٹ کے لوگوں کو دیکھا جو

موقعہ کی نزاکت سمجھ کر

جمع ہوگئے تھے۔ بعد ان کے ساتھ کچھ ان لوگوں کو بھی دیکھا جو باغی تھے۔ یہ خواب بھی بڑے شاندار طور پر پوری ہوئی۔ چنانچہ اللہ رکھا سیالکوٹ کا ہی رہنے والا ہے۔ جب میں نے اس کے متعلق الفضل میں مضمون لکھا تو خود اس کے حقیقی بھائیوں نے مجھے لکھا کہ پہلے تو ہمارا یہ خیال تھا کہ شاید اس پر ظلم ہو رہا ہے۔ لیکن اب ہمیں پتہ لگ گیا ہے کہ وہ پیغامی ہے۔ اس نے ہمیں جو خطوط لکھے ہیں وہ پیغامیوں کے پتہ سے لکھے ہیں پس ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم خلافت سے وفاداری کا عہد کرتے ہیں تم اب دیکھو ۱۹۵۶ء میں مجھے اس فتنہ کا خیال آ سکتا تھا۔ پھر ۱۹۵۰ء والی خواب بھی مجھے یاد نہیں تھی۔ ۱۹۵۶ء میں میں جب سندھ سے کوئٹہ گیا تو اپنی ایک لڑکی کو جو بیمار تھی ساتھ لے گیا۔ اس نے اب مجھے یاد کرایا کہ ۱۹۵۰ء میں آپ نے

ایک خواب دیکھی تھی

جس میں یہ ذکر تھا کہ آپ کے رشتہ داروں میں کسی نے خلافت کے خلاف فتنہ اُٹھایا ہے۔ میں نے مولوی محمد یعقوب صاحب کو وہ خواب تلاش کرنے پر مقرر کیا۔ چنانچہ وہ الفضل سے خواب تلاش کر کے لے آئے۔ اب دیکھو خدا تعالیٰ نے کتنی دیر پہلے مجھے اس فتنہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور پھر کس طرح یہ خواب حیرت انگیز رنگ میں پورا ہوا۔

جو تائید و نصرت کے نظارے دکھائے وہ کتنے ایمان افزا تھے۔ حضرت ابوبکرؓ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ غلام تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے زمانۂ خلافت میں رومی فوجوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ آخر اڑھائی سال کے عرصہ میں لاکھوں مسلمان تو نہیں ہوگئے تھے۔ اس وقت قریباً وہی مسلمان تھے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہے تھے لیکن خلافت کی برکات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں وہ شان اور امنگ اور جرأت پیدا کی کہ انہوں نے اپنے مقابل پر بعض اوقات دو دو ہزار گنا زیادہ تعداد کے لشکر کو بری طرح شکست کھانے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا۔ تو آپ نے ایک طرف رومی سلطنت کو شکست دی تو دوسری طرف ایران کی طاقت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر کے رکھ دیا۔ پھر

حضرت عثمانؓ کی خلافت کا دور

آیا۔ اس دور میں اسلامی فوج نے آذربائیجان تک کا علاقہ فتح کر لیا۔ اور پھر بعض مسلمان افغانستان اور ہندوستان آئے اور بعض افریقہ چلے گئے اور ان ممالک میں انہوں نے اسلام کی اشاعت کی۔ یہ سب خلافت کی ہی برکات تھیں۔ یہ برکات کیسے ختم ہوئیں۔ کہ حضرت عثمانؓ کے آخری زمانہ خلافت میں مسلمانوں کا ایمان بالخلافت کمزور ہوگیا۔ اور انہوں نے خلافت کو قائم رکھنے کے لئے صحیح کوشش اور جد و جہد کو ترک کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے بھی وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم کا وعدہ واپس لے لیا لیکن عیسائیوں میں دیکھ لو۔ ۱۹۰۰ سال سے برابر خلافت چلی آ رہی ہے۔ اور آئندہ بھی اس کے ختم ہونے کے کوئی آثار نہیں پائے جاتے

آخر یہ تفاوت کیوں ہے

اور کیوں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت، ۳۰ سال کے عرصہ میں ختم ہوگئی اس کی وجہ یہی تھی کہ مسلمانوں نے خلافت کی قدر نہ کی اور اس کی خاطر قربانی کرنے سے انہوں نے دریغ کیا۔ جب باغیوں نے حضرت عثمانؓ پر حملہ کیا۔ تو آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اے لوگو میں وہی کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کیا کرتے تھے۔ میں نے کوئی نئی بات نہیں کی۔ لیکن تم فتنہ پرداز لوگوں کو اپنے گھروں میں آنے دیتے ہو۔ اور ان سے باتیں کرتے ہو۔ اس سے یہ لوگ

دلیر ہوگئے ہیں۔ لیکن تمہاری اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خلافت کی برکات ختم ہو جائیں گی۔ اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھر کر رہ جائے گا اب دیکھ لو وہی ہوا۔ جو حضرت عثمانؓ نے فرمایا تھا۔ حضرت عثمانؓ کا شہید ہونا تھا کہ مسلمان بکھر گئے۔ اور آج تک وہ جمع نہیں ہوئے۔

ایک زمانہ وہ تھا

کہ جب روم کے بادشاہ نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں اختلاف دیکھا۔ تو اس نے چاہا کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے ایک لشکر بھیجے اس وقت رومی سلطنت کی ایسی ہی طاقت تھی جیسی اس وقت امریکہ کی ہے اس کی لشکر کشی کا ارادہ دیکھ کر ایک پادری نے جو بڑا ہوشیار تھا کہا بادشاہ سلامت آپ میری بات سن لیں اور لشکر کشی کرنے سے اجتناب کریں۔ یہ لوگ اگرچہ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں۔ لیکن آپ کے مقابلہ میں متحد ہو جائیں گے۔ اور باہمی اختلافات کو بھول جائیں گے۔ پھر اس نے کہا آپ دو کتے منگوائیں اور انہیں ایک عرصہ تک بھوکا رکھیں۔ پھر ان کے آگے گوشت ڈال دیں۔ وہ آپس میں لڑنے لگ جائیں گے۔ اگر آپ انہی کتوں پر شیر چھوڑ دیں تو وہ دونوں اپنے اختلافات کو بھول کر شیر پر جھپٹ پڑیں گے۔ اس مثال سے اس نے یہ بتایا کہ تم چاہتے ہو کہ اس وقت

حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے اختلاف

سے فائدہ اٹھاؤ۔ لیکن میں یہ بتا دیتا ہوں کہ جب بھی کسی بیرونی دشمن سے لڑنے کا سوال پیدا ہوگا۔ یہ دونوں اپنے باہمی اختلافات کو بھول جائیں گے۔ اور دشمن کے مقابلہ میں متحد ہو جائیں گے۔ اور ہوا بھی یہی۔ جب حضرت معاویہؓ کو روم کے بادشاہ کے ارادہ کا علم ہوا تو آپ نے اسے پیغام بھیجا کہ تو چاہتا ہے کہ ہمارے اختلاف سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں پر حملہ کرے۔ لیکن میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ میری حضرت علیؓ کے ساتھ بے شک لڑائی ہے لیکن اگر تمہارا لشکر حملہ آور ہوا تو حضرت علیؓ کی طرف سے اس لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے جو سب سے پہلا جرنیل نکلے گا۔ وہ میں ہوں گا۔ اب دیکھو حضرت معاویہؓ حضرت علیؓ سے اختلاف رکھتے تھے۔ لیکن اس اختلاف کے باوجود انہوں نے

رومی بادشاہ کو ایسا جواب دیا

جو اس کی امیدوں پر پانی پھیرنے والا تھا لیکن حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی اولاد کا یہ حال ہے کہ انہیں اتنی توفیق بھی نہیں ملی۔ کہ پیغامیوں سے کہتے کہ تم تو ساری عمر ہمارے باپ کو گالیاں دیتے رہے ہو۔ پھر ہمارا تم سے کیا تعلق ہے۔ انہیں وہ گالیاں بھول گئیں جو ان

خُدام الاحمدیہ کو بعض ضروری نصائح

"وہ سال میں ایک دن خلافت ڈے منایا کریں"

"درود۔ تسبیح اور دعاؤں پر زور دو تاکہ خدا تعالیٰ تمہیں رؤیا و کشوف سے حصہ عطا فرمائے"

حضور نے اپنی تقریر فرمودہ ۲۰ راکتوبر ۱۹۵۶ء کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔

ہماری جماعت کو

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے

کہ منافقت کی جڑ کو کاٹنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اگر اس کی جڑ کو نہ کاٹا جائے تو وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جماعت سے جو وعدہ فرمایا ہے۔ کہ وہ اس کے پورا ہونے میں شیطان کسی قسم کی روک اور رکاوٹیں حائل کر سکتا ہے۔ دیکھو خدا تعالیٰ کا یہ کتنا شاندار وعدہ تھا جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پورا ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت صرف اڑھائی سال کی تھی۔ لیکن اس عرصہ میں خدا تعالیٰ نے

تھی کے باپ کو دی گئی تھی۔ اور چپ کر کے بیٹھے رہے انہوں نے ان کی تردید نہ کی۔ اور تردید بھی انہوں نے اس لئے نہ کی کہ اگر ہم نے ایسا کیا تو شاید پیغامی ہماری تائید نہ کریں۔ حالانکہ اگر ان کے اندر ایمان ہوتا تو یہ لوگ کہتے۔ ہمارا ان لوگوں سے کیا تعلق ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی وہ تقاریر موجود ہیں۔ جن میں آپ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ یہ لوگ مجھے خلافت سے دستبردار کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ کون ہیں مجھے دستبردار کرنے والے

مجھے خدا تعالےٰ نے خلیفہ بنایا ہے

اس لئے وہی خلافت کی حفاظت کرے گا۔ اگر یہ لوگ میری بات نہیں سنتے تو اپنے باپ کی بات تو سن لیتے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اپنے خلیفہ بنایا ہے۔ اب کسی شخص یا جماعت کی طاقت نہیں کہ وہ مجھے معزول کر سکے۔ اسی طرح میں بھی کہتا ہوں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ پھر یہ لوگ مجھے معزول کیسے کر سکتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے مجھے اپنے فضل سے ایک جماعت کو پکڑ کر میرے ہاتھ پر جمع کر دیا تھا۔ اور اس وقت جمع کر دیا تھا جب تمام بڑے بڑے احمدی میرے مخالف ہو گئے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اب خلافت ایک بچے کے ہاتھ میں آگئی ہے۔ اس لئے جماعت آج نہیں تو کل تباہ ہو جائے گی۔ لیکن اس بچہ نے ۴۲ سال تک پیغامیوں کا مقابلہ کر کے جماعت کو جس مقام تک پہنچایا وہ تمہارے سامنے ہے۔ شروع میں ان لوگوں نے کہا تھا کہ ۹۸ فی صدی ہمارے ساتھ ہیں۔ لیکن اب وہ بتائیں کہ

جماعت کا ۹۸ فیصدی

جو ان کے ساتھ تھا کہاں ہے۔ کیا وہ ۹۸ فیصدی احمدی ملتان میں ہیں لاہور میں ہیں۔ پشاور میں ہیں کراچی میں ہیں۔ آخر وہ کہاں ہیں کہیں بھی دیکھ لو اسے ان کے مقابلہ میں جماعت کے ۲ فی صدی بھی نہیں نکلیں گے۔

مولوی نورالحق صاحب انورؔ

مبلغ امریکہ

کی الفضل میں چٹھی چھپی ہے کہ عبدالمنان نے ان سے ذکر کیا کہ پشاور سے بہت سے پیغامی انہیں ملنے کے لئے آتے ہیں۔ اور وہ ان کا بہت ادب اور احترام کرتے ہیں۔ لیکن کچھ دن ہوئے امیر جماعت احمدیہ پشاور یہاں آئے میں نے انہیں کہا کہ میاں محمد صاحب کی کھلی چٹھی کا جواب چھپا ہے آپ وہ کیوں نہیں خریدتے۔ تو

انہوں نے کہا۔ پشاور میں دو سے زیادہ پیغامی نہیں ہیں۔ لیکن ان کے مقابل پر وہاں دو مساجد بن چکی ہیں۔ اور

خدا تعالےٰ کے فضل سے

جماعت وہاں کثرت سے پھیل رہی ہے، پیغامیوں کا وہاں یہ حال ہے کہ شروع شروع میں وہاں احمدیت کے لیڈر بھی وہی تھے۔ لیکن اب بقول امیر صاحب جماعت احمدیہ پشاور وہاں دو پیغامی ہیں۔

پس میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی اولاد

کس لالچ میں آگئی ہے۔ کیا صرف ایک مضمون کا پیغام صلح میں چھپ جانا ان کے لئے لالچ کا موجب ہو گیا۔ اگر یہی لالچ ہے۔ تو یہ کتنی ذلیل بات ہے۔ اگر پاکستان کی حکومت یہ کہہ دیتی کہ ہم حضرت خلیفہ اولؓ کی اولاد کو مشرقی پاکستان کا صوبہ دے دیتے ہیں۔ یا وہ کہتے کہ انہیں مغربی پاکستان دے دیتے ہیں۔ تب تو ہم سمجھ لیتے کہ انہوں نے اس لالچ کی وجہ سے جماعت میں تفرقہ اور فساد پیدا کرنا منظور کر لیا ہے۔ لیکن یہاں تو یہ لالچ بھی نہیں۔ حضرت خلیفہ اولؓ

ایک مولوی کا قصہ

سنایا کرتے تھے کہ اس نے ایک شادی شدہ لڑکی کا نکاح کسی دوسرے مرد سے پڑھ دیا۔ لوگ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ فلاں مولوی جو آپ سے ملنے آیا کرتا ہے۔ اس نے فلاں شادی شدہ لڑکی کا نکاح فلاں مرد سے پڑھ دیا ہے۔ مجھے اس سے بڑی حیرت ہوئی۔ اور میں نے کہا کہ اگر وہ مولوی صاحب مجھے ملنے آئے تو میں ان سے ضرور دریافت کروں گا کہ کیا بات ہے۔ چنانچہ جب وہ مولوی صاحب مجھے ملنے کے لئے آئے۔ تو میں نے ان سے ذکر کیا کہ آپ کے متعلق میں نے فلاں بات سنی ہے میرا دل تو نہیں مانتا۔ لیکن چونکہ یہ بات ایک معتبر شخص نے بیان کی ہے۔ اس لئے میں اس کا ذکر آپ سے کر رہا ہوں۔ کیا یہ بات درست ہے کہ آپ نے ایک شادی شدہ عورت کا ایک اور مرد سے نکاح کر دیا ہے۔ وہ کہنے لگا مولوی صاحب تحقیقات سے پہلے بات کرنی درست نہیں ہوتی آپ پہلے مجھ سے پوچھ تو لیں کہ کیا بات ہوئی۔ میں نے کہا اسی لئے تو میں نے اس بات کا آپ سے ذکر کیا

ہے۔ اس پر وہ کہنے لگا۔ بے شک یہ درست ہے کہ میں نے ایک شادی شدہ عورت کا دوسری جگہ نکاح پڑھ دیا ہے۔ لیکن مولوی صاحب! جب انہوں نے میرے ہاتھ پر

چڑیا جتنا روپیہ رکھ دیا

تو پھر میں کیا کرتا۔ پس اگر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کی اولاد کو حکومت پاکستان یہ لالچ دے دیتی۔ کہ مشرقی پاکستان یا مغربی پاکستان تمہیں دے دیا جائے گا۔ تو ہم سمجھ لیتے۔ کہ یہ مثال ان پر صادق آجاتی ہے۔ جس طرح اس مولوی نے روپیہ دیکھ کر خلاف شریعت نکاح پر نکاح پڑھ دیا تھا۔ انہوں نے بھی لالچ کی وجہ سے جماعت میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر یہاں تو چڑیا چھوڑ انہیں کسی نے مردہ مچھر بھی نہیں دیا۔ حالانکہ یہ اولاد اس عظیم الشان باپ کی ہے۔ جو اس قدر حوصلہ کا مالک تھا کہ ایک دفعہ جب آپ قادیان آئے۔ تو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے فرمایا مجھے آپ کے متعلق الہام ہوا ہے کہ اگر آپ اپنے وطن گئے تو اپنی عزت کھو بیٹھیں گے۔ اس پر آپ نے وطن واپس جانے کا نام تک نہ لیا۔ اس وقت آپ اپنے وطن بھیرہ میں ایک شاندار مکان بنا رہے تھے۔ جب میں بھیرہ گیا۔ تو میں نے بھی یہ مکان دیکھا تھا۔ اس میں آپ شاندار ہال بنوا رہے تھے۔ تاکہ اس میں بیٹھ کر درس دیں اور مطلب بھی کیا کریں موجودہ زمانہ کے لحاظ سے تو وہ مکان زیادہ حیثیت کا نہ تھا۔ لیکن جس زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے

یہ قربانی کی

تھی۔ اس وقت جماعت کے پاس زیادہ مال نہیں تھا۔ اس وقت اس جیسا مکان بنانا بھی ہر شخص کا کام نہیں تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے بعد آپ نے واپس جا کر اس مکان کو دیکھا تک نہیں بعض دوستوں نے کہا بھی کہ آپ ایک دفعہ جا کر مکان تو دیکھ آئیں۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ میں نے اسے خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ اب اسے دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایسے عظیم الشان باپ کی اولاد ایک مردہ مچھر سے بھی حقیر چیز پر آگری۔

پھر دیکھو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ قوامی شان کے انسان تھے کہ وہ اپنا عظیم الشان

مکان چھوڑ کر قادیان آگئے

لیکن آپ کے پوتے کہتے ہیں کہ قادیان میں ہمارے دادا کی بڑی جائداد تھی۔ جو ساری کی ساری مرزا صاحب کی اولاد نے سنبھال لی ہے۔ حالانکہ جماعت کے لاکھوں آدمی قادیان میں جاتے رہے ہیں۔ اور ہزاروں وہاں رہے ہیں۔ اب بھی کئی لوگ قادیان گئے ہیں انہیں پتہ ہے کہ وہاں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا صرف ایک کچا مکان تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی بڑی جائداد تھی۔ مگر وہ جائداد مادی نہیں بلکہ روحانی تھی۔ جو دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور ہر احمدی کے دل میں

آپ کا ادب واحترام

پایا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر آپ کی اولاد خلافت کے مقابلہ میں کھڑی ہو گی تو ہر مخلص احمدی انہیں نفرت سے پرے پھینک دے گا۔ اور ان کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کرے گا

آخر میں میں خدام کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ خلافت کی برکات کو یاد رکھیں اور کسی چیز کو یاد رکھنے کے لئے پرانی قوموں کا یہ دستور ہے کہ وہ سال میں اس کے لئے خاص طور پر ایک دن مناتی ہیں مثلاً شیعوں کو دیکھو وہ سال میں ایک دفعہ تعزیہ نکالتے ہیں تا قوم کو شہادت حسین رضؓ کا واقعہ یاد رہے۔ اسی طرح میں بھی

خدام کو نصیحت کرتا ہوں

کہ وہ سال میں ایک دن خلافت ڈے کے طور پر منایا کریں۔ اس میں وہ خلافت کے قیام پر خدا تعالےٰ کا شکریہ ادا کیا کریں۔ اور اپنی پرانی تاریخ کو دہرایا کریں۔ پرانے اخبارات کا ملنا تو مشکل ہے۔ لیکن الفضل نے پچھلے دنوں ساری تاریخ کو از سر نو بیان کر دیا ہے۔ اس میں وہ گالیاں بھی آگئی ہیں جو پیغامی لوگ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کو دیا کرتے تھے۔ اور خلافت کی تائید میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے جو دعوے کئے ہیں وہ بھی نقل کر دیئے گئے ہیں۔ تم اس موقعہ پر اخبارات سے یہ حوالے پڑھ کر سناؤ۔ اگر سال میں ایک دفعہ خلافت ڈے منا لیا جایا کرے تو ہر سال چھوٹی عمر کے بچوں کو پرانے واقعات یاد ہو جایا کریں گے۔ پھر تم یہ جشن قیامت تک کرتے چلے جاؤ تا جماعت میں خلافت کا ادب اور اس کی اہمیت قائم رہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی خلافت

۱۹۰۰ سال سے برابر قائم ہے۔ حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو درجہ میں ان سے بڑے ہیں۔ خدا کرے ان کی خلافت دس ہزار سال تک قائم رہے مگر یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ تم سال میں ایک دن اس غرض کے لئے خاص طور پر منانے کی کوشش کرو۔ میں مرکز کو بھی ہدایت کرتا ہوں کہ وہ بھی ہر سال سیرت النبی کے جلسوں کی طرح خلافت ڈے منایا کرے۔ اور ہر سال یہ بتایا کرے۔ کہ جلسہ میں ان مضامین پر تقاریر کی جائیں۔ الفضل سے مضامین پڑھ کر نوجوانوں کو بتایا جائے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضہ نے خلافت احمدیہ کی تائید میں کیا کچھ فرمایا ہے اور پیغامیوں نے ان کی تردید میں کیا کچھ لکھا ہے۔ اسی طرح وہ رویا و کشوف بیان کئے جایا کریں۔ جو وقت سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے دکھائے اور جن کو پورا کر کے خدا تعالیٰ نے ثابت کر دیا کہ اس کی برکات اب بھی خلافت سے وابستہ ہیں

پھر جیسا کہ میں نے مری میں ایک خطبہ جمعہ میں بیان کیا تھا۔ تم

درود کثرت سے پڑھا کرو

تسبیح کثرت سے کیا کرو۔ دعائیں کثرت سے کیا کرو۔ تا خدا تمہیں رویا و کشوف دکھائے پرانے احمدی جنہیں رویا و کشوف ہوتے تھے اب کم ہو رہے ہیں۔ میں نے دیکھا تھا کہ خطبہ کے تھوڑے ہی دن بعد مجھے خطوط آنے شروع ہوئے کہ آپ کی ہدایت کے مطابق ہم نے درود پڑھنا شروع کیا۔ تسبیح پڑھنی شروع کی اور دعاؤں پر زور دیا تو ہمیں خدا تعالیٰ نے رویا، کشوف سے نوازا۔ ان دنوں ڈاک میں اکثر چٹھیاں اسی مضمون کی آیا کرتی تھیں۔ اور انہیں پڑھ کر لطف آیا کرتا تھا۔ اب ان چٹھیوں کا سلسلہ کم ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ درود پڑھنے تسبیح کرنے اور

دعائیں کرنے کی عادت

پھر کم ہو گئی ہے۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ سے بات کرنا معمولی امر نہیں۔ خدا تعالیٰ

سے بات کرنا بڑے ایمان کی بات ہے۔ اگر کبھی صدر پاکستان سکندر مرزا آ جائیں اور تمہیں پتہ لگ جائے کہ تم میں سے ہر ایک کو ان سے ملاقات کا موقع مل جائے گا۔ تو تمہیں کتنی خوشی ہو اور تم کتنے شوق سے ان کی ملاقات کے لئے جاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ جو کائنات عالم کا مالک ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بھیجنے والا ہے۔ اس کے متعلق اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ ہر ایک سے مل سکتا ہے۔ تو کتنی بدقسمتی ہو گی کہ اس سے ملنے کی کوشش نہ کی جائے۔ پس تم خدا تعالیٰ سے

عاجزانہ دعائیں کرو

اور کہو اے خدا ہم تیرے کمزور بندے ہیں۔ تو ہمیں طاقت دے تو ہمیں اپنے دکھا۔ اور تو ہم سے کلام کر تا کہ ہمارے دلوں کو اطمینان میسر ہو۔ پھر جیسا کہ میں نے بارہا بتایا ہے۔ میری بیماری دعاؤں سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے تم یہ بھی دعائیں کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ

مجھے کام والی زندگی عطا فرمائے

اور مجھے دنیا میں اسلام اور احمدیت کی اشاعت کرنے کی توفیق دے۔ دیکھو میرا ہر کام تمہاری طرف ہی منسوب ہوتا ہے۔ اگر دنیا میں اسلام کی اشاعت ہو۔ تو تم ہی فخر کرو گے کہ ہم امریکہ میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں۔ جرمنی میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں انگلستان میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں۔ گویا جو میرا کام ہو گا وہ تمہارا کام ہو گا۔ اور تم ہر مجلس میں یہ کہہ سکو گے کہ ہم نے فلاں کام کیا ہے۔ پس تم دعائیں کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں کام کو اچھی طرح نبھا سکوں۔ اور پھر وہ اس میں برکت دے اور اسلام کے دشمنوں کے دلوں کو کھولے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم درحقیقت اس وقت

دنیا میں سب سے زیادہ مظلوم انسان ہیں

پس دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کی شان کو بلند کرے اور دشمنوں کی آنکھیں کھولے تا کہ وہ آپ کی شان اور عظمت کو پہچانیں اور پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ دنیا میں ایک ہی خدا اور ایک ہی رسول رہ جائے اور وہ

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہو۔

درخواست دعا

میرے بھائی مکرم ماسٹر محمد انور صاحب نے جے۔ وی کا امتحان دیا ہے۔ احباب کرام ماسٹر صاحب موصوف کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔

(محمود احمد عارف درویش قادیان)

قادیان میں رمضان شریف اور عید الفطر کے مبارک ایام

(بقیہ صفحہ ۲)

احباب جماعت کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ اس خاص وقت میں مقدس بستی کے اندر ان کے حق میں خصوصیت سے دعا کی جائے چنانچہ اس غرض سے بیسیوں بلکہ سینکڑوں درخواستیں موصول ہوئیں۔ جنہیں وقتاً فوقتاً پڑھ کر سنایا جاتا رہا۔ اور اس روز تو خصوصیت سے محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے اجتماعی دعا سے قبل ان عام درخواستوں کے علاوہ بذریعہ تار موصولہ درخواستوں کا اعلان کیا اور پھر محترم امیر صاحب مقامی کی اقتداء میں سب نے مل کر لمبی اور پرسوز دعا کی!! اللّٰھم آمین

صدقۃ الفطر سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے قادیان میں مقیم ہر احمدی نے مقررہ نصاب کے مطابق صدقۃ الفطر کی ادائیگی کی جسے عید سے قبل ہی لوکل انجمن احمدیہ کے زیر انتظام مقامی غرباء اور مستحقین میں تقسیم کر دیا گیا۔

یوم العید

چونکہ امسال تیس روز کا رمضان ہؤا۔ اس لئے یکم اور ۲ مئی کی درمیانی شب شوال کا چاند دکھائی دیا اور ۲ مئی بروز جمعرات کو قادیان میں عید منائی گئی۔ آٹھ بجے صبح محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مسجد اقصےٰ میں مسنون طریق سے نماز عید پڑھانے کے بعد سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک پرانا خطبہ سنایا جو حاضرین کے لئے ہدایت اور ازدیاد ایمان کا موجب ہؤا۔

خطبہ عید الفطر کے بعد میں چونکہ اجتماعی دعا کا اہتمام کیا جاتا ہے اس لئے اس موقعہ پر بھی بیرون بجات سے مبارکباد اور درخواستہائے دعا کے تار موصول ہوئے جنہیں محترم امیر صاحب مقامی نے دعا سے قبل پڑھ کر سنایا اور ایک لمبی رقت آمیز اجتماعی دعا کی گئی۔

بعد از فراغت تمام درویشان تسبیح و تحمید و تکبیر کرتے ہوئے خوشی خوشی باہم بغلگیر ہوئے اور ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد دی۔

عید کے روز مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے بتفصیل ذیل مبارکبادی اور دعا کی تاریں موصول ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ہر دوست کے نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

(۱) ربوہ سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی:۔
" سب بھائیوں کی خدمت میں مبارک اللہ تعالیٰ آپ پر فضل فرمائے اور اپنے خاص انعامات سے نوازے اور آپ کی حفاظت فرمائے۔"

(۲) ربوہ سے صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب:۔
" عید مبارک اور درخواست دعا "

(۳) ربوہ سے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب:۔
" عید مبارک اور درخواست دعا "

(۴) حیفا (اسرائیل) سے:۔
" کبابیر کے احمدی بھائی حضرت اقدس اور جماعت کے احباب کی خدمت میں عید الفطر پر مبارکباد اور دعا کی درخواست کرتے ہیں "

(۵) لاہور سے عزیز اعظم صاحب:۔
" جملہ مشکلات اور تفکرات کے ازالہ اور بیگم مولوی خلیل احمد صاحب ناصر (مبلغ امریکہ) کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں "

(۶) ملتان سے مکرم ملک عمر علی صاحب:۔
" عید مبارک "

(۷) کراچی سے جمیل احمد، شکیل احمد، رشید احمد، بشیر احمد، پسران مکرم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری سب احباب کو
" السلام علیکم، عید مبارک اور دعا کی درخواست "

(۸) ڈھاکہ سے صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب:
" خصوصیت سے دعا کی درخواست کی جائے "

(۹) شوپیاں (کشمیر) سے صدر آسنور۔
" بحضور حضرت اقدس معرفت امیر جماعت احمدیہ قادیان ازراہ کرم آسنور کے احمدیوں کے لئے دعا کی جائے "

(۱۰و۱۱) کالیکٹ سے آمتو صاحب اور مکرم مولوی ابوالوفا صاحب مبلغ سلسلہ:۔
" تمام درویشان سے اپنے اور اپنے خاندان کے لئے دعا کی درخواست ہے "

(۱۲) سیالکوٹ سے ذکی اللہ صاحب:۔
" رمضان المبارک کے مہینہ میں خصوصاً ختم قرآن کے وقت حاضرین کو السلام علیکم اور دعا کی درخواست "

(۱۳) لاہور سے محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب اور ان کی بیگم صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ:۔
" تمام احباب کو عید مبارک اور خصوصیت سے دعاؤں کی درخواست "

(۱۴) یادگیر سے مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل:۔
" اہل و عیال کے لئے دعا کی درخواست اور جملہ افراد جماعت کی طرف سے عید مبارک "

حصہ آمد کے موصی اصحاب توجہ فرمائیں

بجٹ فارم آمد کا پُر کرنا کیوں ضروری ہے؟

گذشتہ چند مہینوں میں متعدد مرتبہ بذریعہ اعلانات اس امر کی وضاحت کی جا چکی ہے۔ کہ حصہ آمد کے موصی اصحاب کے حسابات کی درستگی اور تکمیل کا انحصار ان کی طرف سے بجٹ فارم آمد پُر ہو کر آنے پر ہے۔ یعنی جب تک بجٹ فارم آمد اُن کی طرف سے پُر ہو کر نہ آئیں اور وہ یہ نہ بتائیں کہ گذشتہ سال ان کی آمد کتنی تھی۔ اس وقت تک دفتر کوئی حساب نہیں کر سکتا کہ گذشتہ سال انہوں نے اپنی حصہ آمد کی رقم وصیت کے مطابق ادا کر دی ہے یا نہیں۔ فرض کریں کہ حصہ آمد کے ایک موصی کی ماہوار آمدنی مئی ۱۹۵۶ء سے اپریل ۱۹۵۷ء تک ایک سو روپیہ ماہوار یعنی بارہ سو روپیہ سالانہ تھی (جس کا دفتر کو کوئی علم نہیں ہے) اور موصی نے اس سال اپنی آمدنی کا وصیت کے مطابق پورا حصہ بھی ادا کر دیا ہے۔ مگر جب دفتر سے بجٹ فارم آمد اُسے بھیجا جاتا ہے۔ اور درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی سالانہ آمد بتا دے اور وہ اس فارم کو پُر کر کے واپس نہیں کرتا۔ تو دفتر کو کس طرح معلوم ہو کہ اُس نے اپنی آمد کا پورا حصہ اپنی وصیت کے مطابق ادا کر دیا ہے یا اُس کی طرف بقایا ہے یا دفتر کی طرف اُس کا فاضل ہے۔ حسابی نقطۂ نگاہ سے دفتر کو یہ تسلی تو صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ وہ بجٹ فارم پُر کر کے واپس کر دے اور لکھ دے کہ میری آمدنی مئی ۱۹۵۶ء سے اپریل ۱۹۵۷ء تک سو روپیہ ماہوار کے حساب سے بارہ سو روپیہ سالانہ تھی۔ تب دفتر دیکھے گا کہ اگر اس کی وصیت آمد کے دسویں حصہ کی ہے۔ تو کیا اس نے ایک سو بیس روپے ادا کر دیئے ہیں۔ اگر وصیت نویں حصہ کی ہے تو کیا اُس نے ۱۳۳/۵ روپے ادا کر دیئے ہیں۔ اور اگر وصیت آٹھویں حصہ کی ہے تو کیا ڈیڑھ سو روپیہ وصول ہو چکا ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

اس وقت ایک کثیر تعداد حصہ آمد کے موصی اصحاب کی ایسی ہے۔ جن کی سالانہ آمدنیاں ہمیں معلوم نہیں۔ باوجودیکہ ان کی طرف سے ماہوار رقوم باقاعدہ خزانہ میں ہو کر ہمارے کھاتوں میں آ چکی ہیں۔ مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ اُن کا حساب اُن کی وصیت کے مطابق صاف ہے یا نہیں کیونکہ انہوں نے بجٹ فارم پُر کر کے واپس نہیں کئے اور اپنی سالانہ آمدنی نہیں بتائی۔ حالانکہ اُن کو بجٹ فارم نہ صرف بھیجے گئے۔ بلکہ کافی انتظار کے بعد مقامی عہدیداروں کی معرفت یاد دہانیاں بھی ارسال کی گئیں۔ اور اس کے علاوہ خط و کتابت سے تقاضا کیا جاتا رہا۔ مگر وہ خاموش ہیں۔ اور کوئی جواب نہیں دیتے۔ ایسے اصحاب سے گذارش ہے کہ جب انہوں نے جذبۂ اخلاص کے ساتھ وصیت کی ہے۔ تو پھر اسی جذبۂ اخلاص کے ساتھ اپنی وصیت کو پورا کرنے کے لئے نظام سلسلہ کی طرف سے جو مطالبات ہوں ان کا بھی جواب دینا چاہیئے۔ اور یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ قواعد منظور شدہ کی رُو سے صرف وہی موصی بقایادار نہیں ہے۔ جو اپنا حصہ آمد چھ ماہ تک ادا نہیں کرتا بلکہ وہ موصی بھی بقایادار ہی سمجھا جاتا ہے۔ جو اپنا بجٹ فارم پُر کر کے واپس نہیں کرتا اور اس کی وصیت بھی منسوخ ہو سکتی ہے بلکہ اگر کوئی خاص وجہ نہ ہو تو قاعدہ کی رُو سے منسوخ ہو جانی چاہیئے۔ قاعدہ کا مفہوم یہ ہے کہ

"حصہ آمد کے موصی اصحاب سے ان کی اصل سالانہ آمدنی معلوم کرنے کے لئے دفتر سے صرف دو مرتبہ لکھا جانا کافی ہے۔ پہلی مرتبہ بذریعہ عام ڈاک بجٹ فارم بھیجے جائیں۔ ایک ماہ تک جواب نہ آئے تو دوسری مرتبہ یہ فارم بذریعہ رجسٹری بھیجے جائیں پھر بھی ایک ماہ تک جواب نہ آئے تو ان کا معاملہ مجلس کارپرداز میں پیش کیا جائے اور مجلس کارپرداز مناسب سمجھے تو مزید کارروائی کے لئے دفتر کو ہدایت دے اور مناسب سمجھے تو اُسے بقایادار قرار دے کر وصیت منسوخ کر دے۔"

اب اسے دفتر کی فرض شناسی یا بے جا رعایت اور غفلت سمجھ لیجئے کہ وہ ایسے اصحاب کو مہلت اور ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے۔ اور دو مرتبہ بجٹ فارم بھیج کر قاعدہ کے خلاف پرچوں کے ذریعہ براہ راست اور مقامی عہدہ داران کے توسط سے یاد دہانیوں کا سلسلہ شروع کر دیتا ہے ورنہ حق یہ ہے کہ ایسے موصیوں کا معاملہ منسوخی وصیت کے لئے مجلس کارپرداز میں پیش کر دیا جانا چاہیئے۔

غیر تعلیم یافتہ اصحاب کی طرف سے تو ایک حد تک نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ لیکن زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ بعض اہم اور شہری جماعتوں کے تعلیم یافتہ اور ذمہ دار عہدہ دار بھی اس مرض میں مبتلا ہیں اور وہ بھی کئی کئی سال اپنی آمدنیاں نہیں بتاتے۔ گو کم بیش چندہ بھیجتے رہتے ہیں۔

پس اس مفصل اعلان کے ذریعہ حصہ آمد کے موصی اصحاب سے گذارش ہے کہ جن کے پاس بجٹ فارم پہونچ چکے ہیں یا آئندہ پہنچیں مہربانی فرما کر وہ اس پر اپنی سالانہ آمدنی لکھ کر

پندرہ و بیس دن یا زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک واپس کر دیں۔ اور یاد دہانیوں کا انتظار نہ کریں۔ یہ کوئی خوبی کی بات نہیں ہے۔ کہ بار بار مختلف ذرائع سے یاد دہانیوں اور رجسٹریوں پر سلسلہ کا مال اور کارکنان کا وقت صرف ہو۔ بیدار آدمی کو پہلی ہی آواز پر جواب دینا واجب ہے۔ اور موصی سے زیادہ اور کون بیدار ہو سکتا ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ سے ایک خاص عہد کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فرض شناسی کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ قادیان)

خلافت ڈے ۔۔۔ اور ۔۔۔ مجلس خدام الاحمدیہ

جملہ قائدین و دیگر عہدیداران مجالس خدام الاحمدیہ کی خدمت گذارش ہے کہ بدر کے اسی پرچہ میں نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے خلافت ڈے منانے کے متعلق تفصیل کے ساتھ اعلان شائع ہو رہا ہے۔ اس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو ارشاد نقل کیا گیا ہے۔ اس میں حضور نے خدام کو خاص طور پر خلافت ڈے منانے کی ہدایت فرمائی ہے۔

لہذا تمام مجالس مہربانی فرما کر پورے اہتمام اور ذوق و شوق کے ساتھ خلافت ڈے منانے کے لئے مقامی جماعتوں کے ساتھ پورا تعاون کریں۔

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

منظوری انتخابات مجالس خدام الاحمدیہ

(برائے سال ۵۸-۱۹۵۷ء)

۱۔ قادیان

قائد۔ مکرم چودھری محمود احمد صاحب خادم

۲۔ سکندر آباد

قائد۔ مکرم حافظ صالح محمد صاحب

۳۔ کالیکٹ

قائد۔ محمد حنیف صاحب

۴۔ بنگلور

قائد۔ (انتخاب دوبارہ ہو گا)

سیکرٹری مال۔ مکرم محمد حفیظ اللہ صاحب

سیکرٹری تعلیم۔ مولوی محمد امام صاحب

۵۔ پینگاڈی۔

قائد۔ ایم ابراہیم کٹی صاحب

۶۔ کیرنگ

قائد۔ مکرم انیس الرحمان خان صاحب

سیکرٹری تعلیم۔ مکرم انیس الرحمن صاحب

جنرل سیکرٹری۔ مکرم شیخ محرم علی صاحب

سیکرٹری تجنید۔ محمد نصیر الدین صاحب

" مال۔ " حنیف خان صاحب

" کارگذاری۔ " شیخ زین العابدین صاحب

" ورزش۔ " سلامت اللہ صاحب

۷۔ ابراہیم پور (بنگال)

زعیم۔ مکرم زین العابدین

منتظم مال۔ محمد یونس صاحب

مربی اطفال۔ " محمد ثاقب علی صاحب

۸۔ بمبئی۔

قائد۔ مکرم تقدیر احمد خان صاحب

جنرل سیکرٹری۔ عبد القدیر صاحب۔

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

احمدی مشنوں میں عید الفطر کی تقریب

(بقیہ صفحہ اول)

لندن ۲ مئی۔ آج مسجد لندن میں عید کی تقریب منائی گئی جس میں سات سو کے قریب مہمانوں میں انگلستان کے آٹھ نامور مدبر لندن کاؤنٹیز کے ستر میئر اور یونیورسٹیوں کے متعدد پروفیسر شامل تھے۔ پریس کے نمائندگان اور تین ٹیلیویژن ایجنسیوں نے اس تقریب کا دستاویزی فلم تیار کیا جس کا نظارہ آج شام بی بی سی اور انڈیپنڈنٹ ٹیلیویژن نے ٹیلیویژن پر دکھایا۔ امام مسجد لنڈن مکرم مولود احمد خان صاحب نے اپنے خطبہ میں اسلام کے پیغام پر روشنی ڈالی۔ بعد میں مہمانوں کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ اس موقعہ پر یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر شار نے مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کی مسلسل جد و جہد کا ذکر کرتے ہوئے اس عظیم الشان کام پر جماعت احمدیہ کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور کہا کہ احمدیت روحانی اور علمی لحاظ سے اسلام کی سب سے زیادہ ترقی پذیر تحریک ہے۔"

ہیگ (ہالینڈ)

مبلغ ہالینڈ مکرم جناب حافظ قدرت اللہ صاحب مطلع فرماتے ہیں:۔

دی ہیگ ۲ مئی۔ آج مسجد ہالینڈ میں عید کی تقریب نہایت اہتمام سے منائی گئی۔ وبفضلہ تعالیٰ نہایت کامیاب رہی۔ اس میں ممبران جماعت کے علاوہ ہالینڈ کی بعض نامور شخصیتوں اور مختلف ممالک کے باشندوں نے شرکت کی۔ مہمانوں کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔

(الفضل ۵ مئی ۱۹۵۷ء)

چنڈی گڑھ - ۹ رمئی - سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ چیف منسٹر پنجاب ۔ نے آل انڈیا ہینڈلوم ہفتہ کی تقریب کے سلسلہ میں جو کہ ۵ رمئی تا ۱۱ر مئی ۱۹۵۷ء منائی جارہی ہے اپنی اپیل میں بافندگان کو کہا کہ

وہ کوآپریٹو سوسائٹیز میں شامل ہوجائیں تاکہ وہ سرکاری امداد سے بیش از بیش فائدہ اُٹھا سکیں۔ میں عام پبلک سے بھی اپیل کروں گا کہ وہ اس صنعت کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے ہوزری کھڈیوں کا زیادہ سے زیادہ کپڑا خریدیں تاکہ اس صنعت میں لگے ہوئے ہزارہا ہموطنوں کی مدد اور اس صنعت کو فروغ حاصل ہوسکے۔

چنڈی گڑھ سرکاری اعلان مظہر ہے کہ حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک پی۔سی۔ایس ایگزیکٹو برانچ کا امتحان مقابلہ منعقد کرنے سے متعلق طریق کار پر اس فیصلہ کی روشنی میں جس کے مطابق ہندوستان کے تمام شہریوں کو اس امتحان میں شرکت کا حق دینا مقصود ہے۔ آخری طور پر نظر ثانی کرکے متعلقہ قواعد میں ضروری ترمیم کا اعلان نہیں کردیا جاتا۔ یہ امتحان موجودہ قواعد کے تحت مقررہ پروگرام کے مطابق ہی منعقد کیا جانا چاہیئے۔ جیسا کہ یکم جنوری ۱۹۵۷ء سے مذکورہ قواعد کی درستی کی جانے کے بعد اُن پر عملدرآمد ہورہا ہے۔

واشنگٹن ۱۴ رمئی۔ امریکی بحریہ نے کل اعلان کیا کہ مشرقی بحیرہ روم سے امریکی طیارہ بردار جہاز فورسٹال اور جنگی جہاز وسکونسن جنگی مشقوں میں حصہ لینے کے لئے بحیرہ روم کے دوسرے مقامات کو جارہے ہیں۔ لیکن امریکی بحریہ کے دوسرے دستے جن میں ۱۸۱۱ فوجی شامل ہیں لبنان کی بندرگاہ بیروت ہی میں رہیں گے۔ امریکی بحری بیڑہ کو غیر ملکی آبدوزوں کے مقابلے کیلئے تیار رہنے کی ہدایت کی گئی ہے بحیرہ روم میں اس وقت ۱۲ روسی آبدوزیں موجود ہیں۔ فوجی حلقوں میں امریکہ برطانیہ فرانس ترکی

مشرق وسطےٰ کے عرب ممالک

ترکی — شام — لبنان — دمشق — بحر روم — اسرائیل — عمان — اردن — سعودی عرب — عراق — بغداد

شام

رقبہ ۷۲۲۳۴ مربع میل۔ آبادی ۳۹ لاکھ۔ مشرق وسطیٰ کا ایک زرخیز ملک ہے اور اسے مغربی ممالک کی زیر ملکیت تیل کی پائپ لائن گزرنے کی آمدنی ہے جغرافیائی اور سیاسی اعتبار سے شام مصر کے بہت قریب ہے۔ اس کی ۵۰ ہزار پرمشتمل فوج کو چیکوسلواکیہ سے امداد مل رہی ہے ملک کی سیاست میں بہت کچھ دخل حاصل ہے۔ پورے ملک میں مغربی ممالک کی حمایت کے خلاف نفرت کا زبردست جذبہ پایا جاتا ہے۔

لبنان

رقبہ ۴۰۱۵ مربع میل۔ آبادی ۱۴ لاکھ۔ نسلی اعتبار سے لبنان ایک عرب ملک ہے۔ لیکن اس کی نصف آبادی عیسائی ہے اس لئے قدرتی بات ہے کہ ملک کی اکثریت کا رجحان مغربی ممالک کی طرف ہے۔ حال ہی میں آئزن ہاور منصوبہ کی حمایت کا اعلان کیا گیا تھا۔ لبنان ایک زرعی ملک ہے۔ کسی زمانہ میں یہ شام کا ہی ایک حصہ تھا۔ تقسیم کے معاہدہ میں اب بھی اس کا شام سے الحاق ہے۔ اس کی فوجی قوت صرف آٹھ ہزار ہے۔

(بشکریہ الجمعیۃ دہلی)

عراق

رقبہ ۱۷۵۰۰۰ مربع میل۔ آبادی ۴۸ لاکھ۔ عراق ایک زرعی ملک ہے اور اس کی ۸۰ فی صدی آبادی کا کام کاشتکاری ہے خاص صنعت تیل ہے جس پر مغربی ممالک اور خاص طور پر برطانیہ کا کنٹرول ہے۔ عراق اور اردن دونوں اس لحاظ سے ایک دوسرے سے قریب ہیں کہ دونوں ملکوں میں ایک ہی یعنی ہاشمی خاندان کی حکومت ہے۔ عراق میں شریف حسین کے پوتے فیصل دوم اور اردن میں شریف حسین کے پڑپوتے شاہ حسین حکمران ہیں۔ عراق کا مغربی ممالک سے ساتھ ہے اور بغداد پیکٹ کا ممبر ہے اس کی فوجی قوت پچاس ہزار ہے۔

اردن

رقبہ ۳۴۷۵۰ مربع میل۔ آبادی ۱۴ لاکھ۔ اردن کی آبادی میں ۹ لاکھ سابق فلسطینی باشندے بھی شامل ہیں ان میں پانچ لاکھ اب تک بے خانماں ہیں غیر فلسطینی آبادی جو زیادہ تر خانہ بدوش اور بھیڑیں چرانے والے بدوؤں پر مشتمل ہے شاہ حسین کی وفادار ہے اسکے برعکس فلسطینی آبادی مغربی ممالک کے خلاف اور ملک میں جمہوریت کے قیام کی حامی ہے قدرتی وسائل میں اردن بہت غریب ہے۔ سالہا سال تک برطانوی "خیرات" پر اس کا کام چلتا تھا۔ لیکن اب مصر شام اور سعودی عرب نے اسے امداد دینے کا وعدہ کیا ہے حال ہی میں یہاں زبردست ہنگامے ہوئے ہیں اور حکومتیں بدلی ہیں اردن کی فوج جو عرب لیجن کے نام سے مشہور ہے ۲۰ ہزار افراد پر مشتمل ہے اسکے علاوہ ملک میں نیشنل گارڈ بھی،

مصر

رقبہ ۳۸۶۰۰۰ مربع میل۔ آبادی ۲ کروڑ ۲۹ لاکھ۔ مصر ایک زرعی ملک ہے اور اس کی خاص پیداوار روئی ہے۔ جس کی کاشت زیادہ تر دریائے نیل کے کنارے ۱۳ ہزار مربع میل کے علاقہ میں کی جاتی ہے۔ جب سے جمال عبدالناصر برسراقتدار آئے ہیں۔ مصر عرب قومیت کا مرکز بن گیا ہے۔ مصر کے ترقی پسند اقدامات سے خوف زدہ ہوکر جب مغربی ممالک نے مصر کی جانب سے ہاتھ کھینچ لیا تو ۱۹۵۵ء میں ناصر نے روسی امداد کو قبول کرلیا۔ مصر کی ایک لاکھ فوج زیادہ تر روسی بلاک کے ممالک سے حاصل شدہ اسلحہ سے مسلح ہے۔

سعودی عرب

رقبہ ۸۰۰۰۰۰ مربع میل، آبادی ۷۰ لاکھ ملک کا بیشتر حصہ ریگستان ہے جس کے نیچے قدرت نے تیل کی دولت چھپا رکھی ہے۔ دنیا کے تیل کا ۱۰ فیصدی ذخیرہ سعودی عرب میں ہے ایک امریکن کمپنی تیل نکالتی ہے ملک کے ۹۰ فیصدی بجٹ کا انحصار تیل سے ہونے والی آمدنی پر ہے۔ سعودی عرب کی فوج کی تعداد ۱۲ ہزار ہے اور اس کا ایک بریگیڈ اردن میں ہے۔ سعودی عرب اور مصر گہرے دوست ہیں لیکن شاہ سعود کمیونزم کے بالکل خلاف ہیں۔ حال ہی میں امریکہ اور سعودی عرب میں معاہدہ ہوا ہے جس کے تحت مزید پانچ سال تک ظہران میں امریکی ہوائی اڈہ قائم رہیگا۔ اور اس کے بدلہ میں امریکہ سعودی عرب کی فوج کے لئے اسلحہ مہیا کرے گا۔